ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رح
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۸ - فروری ۱۹۶۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَافِعِ بْنِ الْمُعَلّٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُكَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ؟ فَاَخَذَ بِیَدِیْ، فَلَمَّا اَرَدْنَا اَنْ نَخْرُجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّكَ قُلْتَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَۃٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ھِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُوْتِیْتُہٗ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:- حضرت ابو سعید رافع بن المعلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تجھ کو مسجد سے نکلنے سے پہلے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورت نہ بتلاؤں؟ پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا پھر جب ہم نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں تجھ کو قرآن کی سب سے بڑی سورت بتاؤں گا آپ نے فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین ہے اور یہ سات آیتیں ہیں جو نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہیں اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو دیا گیا ہے (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِاَصْحَابِہٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَاَ بِثُلُثِ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَۃٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْھِمْ وَقَالُوْا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ فَقَالَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "قل ہو اللہ احد" کے پڑھنے کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یقیناً یہ تہائی قرآن کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لے تو صحابہ کرام رض کو یہ بات شاق معلوم ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون اس چیز کی طاقت رکھتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قل ہو اللہ احد، اللہ الصمد تہائی قرآن کے برابر ہے (اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

وَعَنْہُ اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَاُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، یُرَدِّدُھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِكَ لَہٗ وَکَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّھَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ:- حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کو "قل ہو اللہ احد" پڑھتے ہوئے سنا اور وہ شخص اس کو بار بار پڑھتا تھا جب صبح ہوئی تو وہ شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ سے یہ چیز بیان کی اور وہ آدمی اس کو عمل قلیل سمجھ رہا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے (بخاری)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اِنَّھَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رض سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت "قل ہو اللہ احد" کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ سورت تہائی قرآن کے برابر ہے۔ اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ: قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قَالَ: اِنَّ حُبَّھَا اَدْخَلَكَ الْجَنَّۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَرَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ تَعْلِیْقًا۔

ترجمہ:- حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس سورت یعنی "قل ہو اللہ احد" کو محبوب رکھتا ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا محبوب رکھنا تجھ کو جنت میں داخل کر دے گا ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور کہا کہ حدیث حسن ہے اور امام بخاری نے اپنی صحیح میں اس کو تعلیقاً بیان کیا ہے۔

مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ

ترجمہ! مسلمان کو گالی دینا بڑا گناہ ہے — اور قتل کرنا کفر ہے

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
فون ۶۷۵۴۵

سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی چندہ
۶ روپے

جلد ۹ | ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۶۴ء بمطابق ۱۴ شوال سنہ ۱۳۸۳ھ | شمارہ ۴۰

مسئلہ کشمیر سلامتی کونسل میں

کشمیر کا مسئلہ گزشتہ سولہ سال سے پاکستان اور بھارت کے درمیان متنازعہ فیہ چلا آتا ہے اور اقوام متحدہ میں پیش ہے لیکن معاملہ سلجھنے کی بجائے الجھتا جاتا ہے۔ ابتداءً بھارت اور پاکستان دونوں اس بات پر متفق تھے کہ اقوام متحدہ اس تنازعہ کا کوئی مناسب حل تجویز کرے چنانچہ اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں قرار دادیں منظور کیں جنہیں دونوں ملکوں نے تسلیم کیا مگر بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان قرار دادوں کی روشنی میں کوئی صحیح حل سامنے نہ آسکا اور یہ معاملہ کھٹائی میں پڑتا چلا گیا بھارت نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا اور اقوام عالم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی۔ شیخ عبداللہ بھارتی حکمرانوں کی بدنیتی کو بھانپ گئے اور انہوں نے ریاست میں کشمیری عوام کی خواہش کے مطابق آزادانہ رائے شماری کرانے کا نعرہ بلند کر دیا۔ بس پھر کیا تھا بھارتی حکمرانوں کا خبث باطن سامنے آگیا اور بھارت کی درندگی اپنی اصل شکل میں ظاہر ہونے لگی۔ شیخ عبداللہ کو جیل میں ڈال دیا گیا اور کشمیری عوام پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی غرض سے ریاست میں ہر طرف فوج کا جال بچھا دیا گیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں پر مظالم کے پہاڑ ٹوٹنے لگے، ریاست کا انتظام عملاً بھارتی افسروں کے ہاتھوں میں چلا گیا اور ریاست میں عوام کی خواہشات اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے ساتھ ساتھ عدل وانصاف کے بین الاقوامی تقاضوں کا بھی خون ہونے لگا۔ بھارتی حکمرانوں نے دنیا کی رائے عامہ کو متاثر کرنے اور اقوام عالم کو فریب دینے کے لئے سنگینوں کے سائے میں نام نہاد انتخاب کرائے اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ کشمیری عوام بھارت کے ساتھ ہیں اور کشمیر بھارت کا ایک حصہ ہے ظاہر ہے اس یک طرفہ کارروائی کی دنیا کے نزدیک کیا وقعت ہو سکتی تھی اور کوئی عقلمند اس انتخاب کو کیونکر صحیح قرار دے سکتا تھا جو اقوام متحدہ کی قرار دادوں، بین الاقوامی رائے عامہ اور خود عدل وانصاف کے تقاضوں کے خلاف ہو۔ چنانچہ کشمیری عوام جو پہلے دن سے ہی اپنا الحاق پاکستان کے ساتھ کرنا چاہتے تھے اس صورت حال سے سخت برہم ہوگئے اور ان پر کئے گئے مظالم کے نتیجے میں جو غم وغصہ ان کے سینوں میں مواد کی طرح پک رہا تھا۔ بھارتی حکومت کے خلاف بغاوت کے لاوے کی صورت میں بہہ نکلا جس سے ریاست کے اندرونی حالات سخت مخدوش ہوگئے اور مسلمانوں پر وہ وہ جور وستم ڈھائے جانے لگے جنہیں دیکھ کر فلک پیر کا دل بھی تھرا گیا ہوگا۔ ظاہر ہے پاکستان اس صورت حال کا خاموش تماشائی نہیں بن سکتا تھا اس نے بجائے طاقت استعمال کرنے کے یہی مناسب سمجھا کہ معاملے کو سلامتی کونسل میں پیش کر کے اقوام متحدہ کی افادیت کا نئے سرے سے امتحان کیا جائے۔ نتیجتاً یہ معاملہ پھر سلامتی کونسل کے سامنے آیا اور پاکستان کو اس مرتبہ کسی قدر کامیابی بھی ہوئی۔ بھارتی حکومت نے پہلے تو یہ جتن کئے کہ یہ معاملہ سرے سے سلامتی کونسل کے سامنے غور کے لئے پیش ہی نہ ہو سکے اور موقف یہ اختیار کیا کہ اگر سلامتی کونسل نے اس مسئلہ پر ان حالات میں غور کیا تو بھارت میں فرقہ وارانہ فسادات مزید زور پکڑ جائیں گے اور حکومت کے لئے یہ مشکل ہو جائے گا کہ وہ صورت حال کو قابو میں لا سکے لیکن بھارت کی یہ آرزو پوری نہ ہو سکی اور معاملہ سلامتی کونسل کے سامنے غور کے لئے پیش ہو گیا۔ پھر سلامتی کونسل میں بھارت نے پوری ڈھٹائی کے ساتھ یہ موقف اختیار کیا کہ کشمیر میں رائے شماری ہو چکی ہے اور مقبوضہ کشمیر کی نام نہاد اسمبلی کشمیری عوام کی نمائندہ ہے۔ اب چونکہ یہ اسمبلی بھارت کے ساتھ کشمیر کے الحاق کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس لئے سرے سے کشمیر کا کوئی مسئلہ ہی نہیں رہا کہ اس کا فیصلہ کیا جا سکے۔

ہمیں یقین ہے کہ اقوام عالم کے نمائندوں کو بھارت کا یہ نقطۂ نگاہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی ہوگی اور انہیں دل سے یقین ہو گیا ہوگا کہ بھارت انتہائی ہٹ دھرمی سے کام لے رہا ہے۔ سیاست کا ایک ادنیٰ طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ استصواب کی سیاسی اصطلاح، اسمبلی کے چناؤ سے قطعی الگ ہے لیکن بھارت ہے کہ یہی رٹ لگائے جا رہا ہے کہ جب رائے شماری ہو چکی ہے اور اسمبلی کے نمائندے چنے جا چکے ہیں تو پھر بار بار استصواب کی کیا ضرورت ہے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

غرض بھارت کا یہ مؤقف بھی اقوام عالم کے دماغ میں نہ آسکا اور آ بھی کیونکر سکتا تھا کہ سرے سے اس کی بنیاد ہی غلط تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس مرحلہ پر بھی بھارت کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور اس کے وقار کو سخت دھکا لگا۔ سلامتی کونسل میں شریک تمام ممالک کے نمائندوں نے بھارتی حکومت کے مؤقف کو غلط قرار دیا۔ حتیٰ کہ روس اور چیکوسلواکیہ جو ماضی میں ہمیشہ بھارتی نقطۂ نگاہ کی مکمل حمایت کرتے رہے ہیں ان کا رویہ بھی نرم رہا اور بالواسطہ انہوں نے بھی کشمیر کے مسئلہ کو کسی نہ کسی حد تک متنازعہ فیہ قرار دیدیا۔ اور پاکستان کا موقف بھی یہی ہے کہ کشمیر کا مسئلہ متنازعہ فیہ ہے اور کشمیری عوام کی رائے کے مطابق ہی اس کا منصفانہ اور آبرومندانہ فیصلہ ہونا چاہیئے۔

اب آخری صورت حال یہ ہے کہ پاکستان کی درخواست پر سلامتی کونسل نے اپنی بحث چند روز کے لئے ملتوی کر دی ہے۔ اور وزیر خارجۂ پاکستان اپنی حکومت سے مشورہ کے لئے کراچی پہنچ چکے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ سلامتی کونسل کی تازہ کارروائی کی روشنی میں اپنی حکومت سے مشورہ کے بعد نئی حکمت عملی مرتب کی جائے تاکہ سلامتی کونسل میں بحث نتیجہ خیز ثابت ہو سکے۔ ان کے خیال کے مطابق سلامتی کونسل بحث کے بعد اس وقت تک یہ باتیں ثابت ہوئی ہیں۔

(۱) کشمیر کے بارے میں پاکستان اور بھارت کے

باقی بر صفحہ ۸

خطبہ جمعہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۶۴ء بمطابق ۷ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۳ھ

(۲)

تقویٰ شعار و پرہیز گار اور سچا مسلمان وہی ہے جو خالق و مخلوق سب کے حقوق ادا کرے

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ امّا بعد!

بزرگانِ محترم!

میں نے گزشتہ جمعہ اسی عنوان کے تحت آپ حضرات سے خطاب کیا تھا اور اس سلسلے میں قرآن عزیز سے دو شہادتیں پیش کی تھیں آج کی صحبت میں قرآن و حدیث سے اس سلسلے میں مزید شواہد پیش کرنا مقصود ہے۔

تیسری شہادت

قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے:۔

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا ۝

ترجمہ: اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑہ بنایا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات بگاڑنے سے بچو بے شک اللہ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رح

حضرت آدم علیہ السلام سے اوّل تو حضرت حوّا کو ان کی بائیں پسلی سے نکالا پھر ان دونوں سے تمام مرد اور عورتوں کو پیدا کیا اور دنیا میں پھیلایا تو حقیقت میں تمام آدمی ایک جان اور ایک شخص سے اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے۔۔ مطلب یہ ہے کہ جب تم سب کو عدم سے وجود یں لانے والا اور پھر تم کو باقی اور قائم رکھنے والا وہی ہے تو اس سے ڈرنا اور اس کی فرماں برداری ضروری بات ہے۔ اس سے اشارہ ہو گیا دو مضمونوں کی طرف، اول یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سب کا خالق اور موجد ہے دوسرے یہ کہ تمام انسانوں کے لئے سبب وجود کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا فرمایا ایک ہی جان یعنی ابوالبشر علیہ السلام ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارا اصلی تعلق تو اللہ سے ہے کیونکہ علت تامہ اور اس کے معلول میں جس قدر تعلق اور قرب اور علاقۂ احتیاج ہوتا ہے وہ کسی میں ممکن نہیں اس کے بعد وہ تعلق اور قرب ہے جو افرادِ انسانی میں باہم پایا جاتا ہے کیونکہ ان کا سبب وجود اور مخلوق منہ بالکل شئے واحد ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ اول تو ہمارے ذمہ پر خدا تعالےٰ کی اطاعت لازم ہونی چاہیئے کہ وہ ہمارا خالق ہے اس کے بعد تمام مخلوقات میں خاص اپنے بنی نوع کی رعایت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ہم پر ضروری ہونا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کے لئے مخلوق منہ اور سببِ وجود ایک چیز کو مقرر فرمایا تو جو قرب اور جو اتحاد افرادِ انسانی میں باہم موجود ہے وہ کسی دوسری چیز کے ساتھ حاصل نہیں۔ اسی وجہ سے شرعًا اور عقلًا آدمیوں میں باہم حسنِ سلوک ایسا ضروری اور بدسلوکی اس قدر مذموم ہے جو اوروں کے ساتھ نہیں جس کی تفصیل نصوص اور احکامِ شرعیہ میں برابر موجود ہے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اسی مضمون کو بیان کیا ہے قطعہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
چو بعضے ز بعضے اگر کمتر اند
چو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

تو اس موقع پر حق تعالےٰ نے اپنی خالقیت ظاہر فرما کر اپنی اطاعت کا حکم دیا اور بنی آدم کے اتحادِ اصلی کو جتلا کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ باہم ایک ہو کر رہو۔

خالق اور رب یعنی موجد اور مبقی ہونے کے علاوہ اللہ سے ڈرنے اور اس کی اطاعت کے وجوب کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ تم اس کا واسطہ دے کر آپس میں ایک دوسرے سے اپنے حقوق اور فوائد طلب کرتے ہو اور آپس میں اس کی قسمیں دیتے ہو اور ان پر اطمینان حاصل کرتے کراتے ہو یعنی اپنے باہمی معاملات اور حاجاتِ عارضہ میں بھی اسی کا ذریعہ پکڑتے ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ وجود اور بقا ہی میں احتیاج منحصر نہیں بلکہ تمام حاجتوں اور کاموں میں بھی اس کے محتاج ہو، اس لئے اس کی اطاعت کا ضروری ہونا اور بھی محقق ہو گیا۔ اس کے بعد تم کو یہ حکم ہے کہ قرابت سے بھی ڈرو یعنی اہل قرابت کے حقوق ادا کرتے رہو اور قطع رحم اور بدسلوکی سے بچو۔ بنی نوع یعنی تمام افراد انسانی کے ساتھ علی العموم سلوک کرنا تو آیت کے پہلے حصہ میں آچکا تھا اہل قرابت کے ساتھ چونکہ قرب و اتحاد مخصوص اور بڑھا ہوا ہے اس لئے ان کی بدسلوکی سے اب خاص طور پر ڈرایا گیا، کیونکہ ان کے حقوق دیگر افرادِ انسانی سے بڑھے ہوئے ہیں

حاصل

(۱) انسان تقویٰ اور خوف خدا کو شعار بنائے

(۲) خوف خدا اور تقویٰ شعاری کا تقاضا ہے کہ انسان ہر بات میں ہر وقت اللہ جل شانہٗ کی مرضی اور اس کے احکام کا خیال رکھے اور اس کی نافرمانی و ناراضگی سے بچے۔

(۳) آدم کی اولاد ہونے کے باعث تمام انسانوں کا آپس میں گہرا رشتہ ہے اس رشتہ کی لاج رکھتے ہوئے انہیں ایک دوسرے کے کام آنا چاہیئے اور دلوں میں ہمدردی و موانست اور محبت و اخوت کے جذبات کو بیدار رکھنا چاہیئے۔

(۴) صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے حقوق کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ ان حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اسلام کے نزدیک احکامِ الٰہی سے سرتابی اور ظلم و معصیت ہے

(۵) سیدی و مولائی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں اللہ تعالےٰ کو عبادت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت سے اور مخلوق خدا کو خدمت سے راضی رکھا جائے۔

(۶) ہر حق دار کو اس کا حق ادا کیا جائے

غرض

اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ سچا مسلمان اور متقی وہی ہے جو خالق اور مخلوق سب کے حقوق ادا کرے۔

خالق کے حقوق

(۱) انسان یہ ایمان رکھے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بندگی فقط اسی ذات وحدہٗ لاشریک کی کی جاسکتی ہے اور وہی ہر جگہ اور ہر حال میں حاضر و ناظر ہے۔

(۲) اللہ کی عبادت میں کسی شے کی ذرا بھی ملاوٹ اور آمیزش نہ کی جائے اور بندہ شرک کے قریب بھی نہ پھٹکے

(۳) کارساز اور حاجت روا فقط حق تعالےٰ شانہٗ کو سمجھا جائے

(۴) استعانت فقط اللہ سے طلب کی جائے

(۵) دکھوں، مصیبتوں اور آڑے وقت میں فقط اسی کی ذات پر بھروسہ کیا جائے اور اسی کو امداد کے لئے پکارا جائے

(۶) یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی بھی کسی کی مصیبت دور کرنے والا نہیں نفع بھی وہی دے سکتا ہے اور نقصان بھی وہی پہنچا سکتا ہے۔

(۷) علم غیب فقط اسی کا خاصہ ہے

(۸) سارے جہاں کا مالک فقط وہی ہے

(۹) رزق اور اس میں تنگی اور کشادگی فقط اسی کے اختیار میں ہے

(۱۰) اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اولا نہیں دے سکتا وہ جسے چاہے لڑکا دے اور جسے چاہے لڑکیاں دے۔

(۱۱) بیمار کو شفا فقط حق تعالےٰ شانہٗ دے سکتے ہیں۔

(۱۲) مصیبت کے وقت سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی کام نہیں آتا

(۱۳) اللہ تعالےٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے کیونکہ خالق، مالک اور رازق فقط وہی ہے

القصہ ذات و صفات میں اسے وحدہٗ لاشریک سمجھنا، ایسی چیزوں کی نسبت اس کی طرف کرنا جو اس کے شایانِ شان ہوں اس کے سامنے عاجزی کرنا، اس کے پسندیدہ کاموں میں رغبت کرنا، اس کی نافرمانی سے بچنا، اس کے نافرمانوں کو اس کے دروازہ پر لوٹانے کی پوری کوشش کرنا، اس کی فرمانبرداری کو شعار بنانا، کتاب اللہ کی تمام آیات، ہدایات اور تعلیمات پر عمل کرنا اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہوئے احکام و فرامین الٰہی کی پیروی کرنا یہ سب حقوق اللہ ہیں اور بندگان خدا کا فرض ہے کہ وہ ان حقوق کی ادائیگی میں سر مو کوتاہی نہ کریں۔

مخلوق کے حقوق

مخلوق میں سب سے پہلے امام الانبیائ خاتم الانبیاء، سید الرسل، ہادیٔ کل دانائے سبل جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمبر آتا ہے۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ کے حقوق کے بعد آپ کے حقوق کا ادا کرنا ایک سچے مسلمان اور تقویٰ شعار شخص کا سب سے پہلا فرض ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مان لینے کے بعد ایک سچے مومن و مسلم پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ان سے بے پناہ عقیدت رکھے، ان کا بے حد ادب و احترام کرے اور زندگی کے ہر گوشے اور ہر ہر حرکت میں ان کے نقش قدم پر چلے اور انہی کے طریق کو اپنائے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں ارشاد باری ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء)

جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اطاعتِ ربانی ہی ہے کیونکہ آپ نہ تو اپنی مرضی سے بولتے ہیں اور نہ خلافِ مرضیٔ الٰہی آپ سے کسی فعل کا صدور ہوتا ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم)

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

انس بن مالک رضؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہے جب تک کہ میں اس کے دل میں اس کے ماں باپ کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں

بخاری شریف کی ایک روایت میں عبداللہ بن ہشام کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کا ہاتھ ہاتھ میں لئے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے آپ سے عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ مجھے جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں" آپ نے فرمایا، "اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جب تک تم کو میں اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوں تم مومن نہیں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ نے عرض کیا اچھا اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہو گئے۔ آپ نے فرمایا تو اب پکے مومن بھی ہو گئے۔

مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اسی حدیث کا مفہوم اپنے ایک مشہور قطعہ میں یوں سمویا ہے ؎

حج اچھا نماز اچھی روزہ اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضورؐ سے عقیدت و محبت

ارباب سیرؔ نے لکھا ہے کہ جنگ احد میں ایک انصاریہ عورت کا باپ، بھائی شوہر تینوں شہید ہو گئے جب اسے خبر ملی تو اس نے دریافت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بخیر ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں! بخیریت ہیں۔ اس نے کہا چلو مجھے دکھلاؤ تاکہ میں خود آپ کے روئے انور کو دیکھ لوں جب اس عفیفہ کی نگاہ چہرۂ نبوت پر پڑی تو بے ساختہ بول اٹھی ــــ

كل مصيبة بعدك جلل

جب آپ زندہ و سلامت ہیں تو اس کے بعد ہر مصیبت آسان ہے ؎

آپ زندہ ہیں تو پھر شوہر و باب اور برادر بھی فدا
اے شہِ دیں آپ کے ہوتے ہوئے کیا چیز ہیں ہم

دوسری نظیر

زید بن دثنہ رضی اللہ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں۔ جب آپ کو قتل کے لئے حرم سے باہر لے چلے تو ابوسفیان بن حرب بولا "کہو! زید قسم کھا کر بتلاؤ۔ کیا اس وقت تمہیں پسند ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت یہاں

تمہاری جگہ ہوتے اور تم اپنے گھر ہوتے زید نے قسم کھا کر کہا "اے بدبخت! تو یہ کہتا ہے مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میں اپنے گھر میں ہوں اور یہاں آپ کے جسم اقدس پر کانٹا بھی چبھ جائے۔ ہمیں تو ہمارے آقا و مولا جان سے بھی زیادہ عزیز اور محبوب ہیں۔ ابو سفیان کہنے لگا میں نے کسی کو اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ان سے کرتے ہیں۔

عشق کی انتہا

عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ جنہیں صاحب الاذان کہا جاتا تھا اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ دفعتاً ان کے فرزند پہنچے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر سنائی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ یہ اندوہناک خبر سن کر تڑپ گئے اسی وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور کہا "اے اللہ! مجھے اسی وقت نابینا کر دے کہ ان آنکھوں سے اب کسی کو نہ دیکھ سکوں"۔

سفیر قریش کا بیان

عروہ قریش کی طرف سے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم کرنے اور ان کی طاقت کا اندازہ کرنے کے لئے سفیر بنکر تشریف لائے۔ چند دن کے بعد جب وہ واپس لوٹے تو انہوں نے مشرکین مکہ کو مشورہ دیا کہ وہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہ کریں کیونکہ کوئی قوم ان سے جنگ کر کے ان پر فتحیاب نہیں ہو سکتی۔ ان کا بیان ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جس قدر جانثار اور فدا کار ہیں دنیا میں کبھی کسی شخص کو ایسے فدائی نصیب نہیں ہوئے ان کی عقیدت اور ادب کا یہ حال ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھوکتے ہیں تو وہ ان کا تھوک ہاتھوں پر لے لیتے ہیں جب حضور وضو فرماتے ہیں تو وہ وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے اور اسے حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور آپ کے سامنے اس ادب و احترام سے بیٹھتے ہیں جیسے مٹی کی بے جان مورتیں ہیں کہ جن کے سروں پر پرندے بیٹھ کر اڑ جائیں اور انہیں علم تک نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توقیر و تعظیم

قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مَا كَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ وَمَا كُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَأَ عَیْنَیَّ مِنْہُ اِجْلَالًا لَّہٗ حَتّٰی لَوْ قِیْلَ لِیْ صِفْہُ مَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَصِفَہٗ

(رواہ فی الشفاء وشرح المواہب)

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہ تھا اور نہ آپ سے زیادہ میری آنکھوں میں کوئی بزرگ و برتر تھا۔ میں آپ کے جلال و بزرگی کی وجہ سے آپ کو آنکھیں بھر کر بھی نہ دیکھ سکتا تھا حتیٰ کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ آپ کیسے تھے تو میں آپ کی صورت بیان نہیں کر سکتا۔

"محبت و اجلال دو الگ الگ چیزیں ہیں ایمان بالرسول یہ ہے کہ رسول کی محبت اتنی ہو کہ کوئی دوسرا اس میں شریک نہ ہو سکے اور نظروں میں اس کی عقیدت و بزرگی اتنی ہو کہ دوسرے کے لئے اس میں گنجائش نہ رہے۔ صرف محبت جرأت و گستاخی ہے اور محض جلال و عظمت بے نمک عقیدت ہے ایمان یہ ہے کہ محبت میں ادب اور عظمت میں محبت ملحوظ رہے۔ قرآن کریم اور احادیث کو پڑھو تو دونوں تم کو یہی سکھلائیں گے کہ انسانی فرض یہ ہے کہ وہ خدا اور رسول کی پوری عظمت کرے مگر وہ عظمت نہیں جس میں صرف ادب ہو بلکہ وہ عظمت جس میں شوق بھی شامل ہو۔ لیکن مسلمانوں میں ایک فریق نے محبت میں اتنا غلو کیا کہ گستاخ بن گئے۔ یہ جاہل صوفی ہے اور ایک فریق اعتقادِ عظمت میں اتنا بڑھا کہ محبت کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ یہ ملائے خشک ہے راہ صواب ان دونوں کے درمیان ہے۔ یہ وہ لوگ جو رسول کو صرف لیڈر اور ریفارمر کی حیثیت تک سمجھتے ہیں وہ نہ اس کی عظمت سے آشنا ہیں نہ محبت سے جس ایمان میں خدا اور رسول کے حق نمک خواری کی معرفت بھی حاصل نہ ہو وہ کیا ایمان ہے، اصل ایمان وہ ہے جو عمرو بن العاص رضؓ نے حدیث مذکور میں بیان فرمایا ہے بقول شاعر

اشتاقہ فاذا ابدا
اطرقت من اجلالہ

میں اس کے دیدار کا مشتاق رہتا ہوں مگر جب وہ جلوہ نما ہوتا ہے تو مارے اس اجلال و بزرگی کے میرا سر نیچا ہو جاتا ہے اور دیدار سے پھر محروم رہ جاتا ہوں۔ پس ایمان کو اس اشتیاق و اجلال کے درمیان سمجھنا چاہیئے"۔ (ترجمان السنۃ)

اطاعتِ رسول

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! آپ مجھے اپنے اہل و مال سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ مجھے آپ کی یاد آ جاتی ہے تو تڑپ اٹھتا ہوں۔ اور صبر نہیں آتا جب تک یہاں آ کر آپ کو دیکھ نہیں لیتا اب غم یہ ہے کہ وفات کے بعد آپ تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہوں گے۔ وہاں میں آپ کو کیسے دیکھا کروں گا؟

اس پر یہ آیت اتری

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّہَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِیْقًا

اور جس کسی نے اللہ اور رسول کی اطاعت کی تو بلاشبہ وہ ان لوگوں کا ساتھی ہوا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یہ انعام یافتہ جماعت نبیوں کی ہے، صدیقوں کی ہے، شہداء کی ہے صالحین یعنی نیک عمل انسانوں کی ہے اور یہ کیسے اچھے رفیق ہیں۔

قرآن عزیز میں متعدد جگہ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ یعنی اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو کے الفاظ حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازم و ملزوم ہیں۔ بلکہ درحقیقت رسول کی اطاعت کرنے سے ہی اللہ کی اطاعت ہوتی ہے۔ اگر رسول رہنمائی نہ فرمائے تو بن دیکھے خدا کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی۔

حدیث شریف

میں آتا ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی سے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا، یوں سمجھو کہ یہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا راستہ ہے۔ بالکل سیدھا، اس کے بعد اس لکیر کے دونوں طرف بہت سی ترچھی لکیریں کھینچ دیں اور فرمایا، یہ طرح طرح کے راستے ہیں جو بنا لئے گئے ہیں اور ان میں کوئی راستہ نہیں جس کی طرف بلانے کے لئے ایک شیطان موجود نہ ہو۔ پھر یہ آیت پڑھی (باقی بر صفحہ ۱۵)

مجلسِ ذکر بروز جمعرات ۵ شوال ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۰ فروری ۱۹۶۴ء

ہماری مشکلات کا حل ذکرِ الٰہی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

خبردار اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی قلوب کو اطمینان وسکون ملتا ہے اللہ تعالیٰ کا احسان وشکر ہے کہ اس نے ہمیں ایک مہینہ کے بعد پھر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماکر ذریعہ نجات بنائے اور ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر جو بھی آتے ہیں وہ خالی ہاتھ آتے ہیں لیکن دامن بھر کر جاتے ہیں۔ گذشتہ دنوں سرگودھا کے قریب ایک نہایت ہی المناک حادثہ پیش آیا جس میں عید الفطر کے روز جالیس بچوں سے بھرا ہوا ایک ٹرک سڑک کے کنارہ ایک تیس فٹ گہرا تالاب میں گر پڑا اور چھبیس ۲۶ معصوم بچوں کی جانیں ضائع ہوگئیں۔ یہ مسلمان کے لئے نہایت ہی عبرت ناک واقعہ ہے۔

رات دن عبرت ناک واقعات پیش آرہے ہیں۔ کہیں قتل وخون ہو رہے ہیں۔ کہیں زلزلے آرہے ہیں۔ لیکن ہم ہیں کہ ہمیں کچھ خیال نہیں۔ ہمارے دلوں سے اللہ کا خوف نکل چکا ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ لیا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہم سے منہ موڑ لیا ہے کبھی وہ بھی وقت تھا کہ مٹھی بھر مسلمان اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے والے ساری دنیا پر قابض ہوگئے۔ لیکن آج مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود ہر جگہ پٹ رہے ہیں۔ غیر قومیں جو بزدل ہیں مسلمانوں پر ظلم کر رہی ہیں۔ یہ سب کچھ قرآن وحدیث کو پس پشت ڈالنے کا سبب ہے۔ ہماری رسوم ورواج۔ شادی غمی، تجارت واخلاق غرض ہر ایک چیز اسلام کے خلاف ہے اسی وجہ سے مسلمان پریشان اور مصیبتوں میں مبتلا ہے۔

ان حالات میں ہمیں اپنے فرائض کو محسوس کرنا چاہیئے۔ خود برائی سے بچیں اور دوسرں کو بھی بچائیں۔ خود اسلامی طرز زندگی اختیار کریں اپنی اولادوں اور دوستوں کو بھی اس طرف متوجہ کریں۔

رمضان کا مہینہ گزرا لیکن یہاں بالکل اسی طرح سینما، چکلے، شراب کی دکانیں کھلی رہیں ہوٹلوں پر پردے پڑ گئے اور ان کی عقلوں پر بھی پردے پڑ گئے اور مسلمان بڑی ڈھٹائی سے کھاتے رہے۔ ریڈیو اسی طرح خلاف شرع فحش فلمی گانے نشر کرتا رہا۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اس مبارک مہینہ میں بے حیائی اور بدکاری کے کام اسی طرح بدستور جاری رہے ہماری حکومت مسلمانوں کی حکومت ہے۔ ایک حکومت اگر رعایا کی جان مال عزت اور آبرو کی محافظ ہے تو ایک مسلمان حکومت کو سب سے پہلے مسلمانوں کے ایمان کی محافظ ہونا چاہیئے ــــ اگر یہ حکومت محرم کے دس دنوں میں ریڈیو پر مخرب اخلاق فلمی گانے بند کر سکتی ہے سینما چکلے، بند ہو سکتے ہیں۔ تو رمضان المبارک کے مقدس مہینہ میں جو محض عبادات طاعات روزوں اور اخلاقی روحانی تربیت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ ایک اسلامی حکومت کا فرض نہیں ہے کہ کم از کم ایک مہینہ ہی مسلمانوں کو ان فواحش اور منکرات سے اور نجات دلا سکے۔

پاکستان اسی وقت صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بن سکتا ہے جب یہاں اسلامی تعزیرات نافذ کی جائیں۔ اس کا قانون شریعت اسلامیہ کے مطابق ہو۔ صرف ایک چور کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے تو دوسروں کو عبرت ہو جائے گی۔ کبھی چوری نہیں کریں گے۔ اسی طرح ایک زانی مرد عورت کو سنگسار کرنے سے زنا اور بے حیائی بالکل ختم ہو جائے گی۔

یہ جیلخانے جو جرائم پیشہ لوگوں کی اصلاح کے لئے معرض وجود میں آئے تھے۔ خود جرائم کی ٹریننگ سنٹر بن گئے ہیں۔ مجرم جیلخانہ میں جانے کے بعد وہاں سے پکا مجرم بن کر نکلتا ہے۔ وہاں ہر طرح کی ضروریات مہیا کی جاتی ہیں۔ حتٰی کہ گانے بجانے اور ڈرامے اسٹیج کرائے جاتے ہیں۔ اسلامی سزائیں نہ ہونے کی وجہ سے یہاں اغوا، چوری، قتل، ڈکیتی کے واقعات دن بدن زیادہ ہوتے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں کو اس ملک میں اسلامی قانون نافذ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ــــ

اس لئے آپ پر فرض ہے کہ آپ لوگ آئندہ الیکشنوں میں اچھے دیندار لوگوں کو آگے بھیجیں۔ جن کو آپ اسمبلیوں میں بھیجیں گے وہی لوگ آپ کے سیاہ سفید کے مالک ہوں گے اس مرتبہ صرف دو عالم دین اسمبلیوں میں گئے ہیں اگلی مرتبہ اگر آپ دیندار لوگوں کی اکثریت بھیجیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ملک صحیح معنوں میں اسلامی ملک بن جائے گا۔

جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ کرنے کی توفیق دی ہے اور جن کے دلوں میں محبت الٰہی کی روشنی موجود ہے وہ اس روشنی سے دوسرے کے دلوں کو بھی منور کر دیں۔

آج ہم اکثر مسلمان اسلام کے نام پر روشن ستارہ بننے کی بجائے سیاہ داغ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ذکر اللہ کی کثرت سے توفیق عطا فرمائے۔ دلوں کو اطمینان اور سکون فقط اللہ کی یاد سے ملتا ہے۔ بڑے بڑے مال دار اور مل مالک اور کارخانہ دار طرح طرح کی پریشانیوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے ــــ کہ ان بے دین دولت مندوں سے اگر واسطہ پڑے میاں صاحب سے آپ کا اور بیگم صاحبہ سے آپ کی بیگم کا تو چھلنی میں اتنے چھید نہیں ہونگے جتنے ان کے دلوں میں زخم ہیں ــــ الحاصل اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کی سعادت نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

مدرسہ حنفیہ انوار العلوم راولپنڈی کا داخلہ

مدرسہ حنفیہ انوار العلوم محلہ امام باڑہ راولپنڈی میں بیرونی طلباء کیلئے داخلہ ۱ شوال سے ۲۵ شوال تک جاری رہیگا شہری طلباء کو سال بھر داخلہ لینے کی اجازت ہوگی۔ گذشتہ سال مدرسہ ہذا میں بیرونی وشہری تقریباً چار سو طلباء زیر تعلیم رہے امسال بھی اس مدرسہ میں قرآن مجید بالتجوید حفظ وناظرہ دیا ترجمہ پڑھایا جائیگا نیز کتب عربی فارسی اردو اور ادب کی تعلیم دیجائیگی۔ ضروری حساب ولکھائی بھی سکھائی جائے گی درس نظامی کی تعلیم کے لئے مستند فاضل وقابل اساتذہ کی خدمات حاصل کی گئی ہیں نیز شعبہ حفظ وتجوید میں تیرہ سال سے کم زائد اور بارہ پارہ کم از کم حفظ ہونا ضروری ہے بیرونی طلباء کے قیام وطعام علاج اور کپڑا صابن تیل وغیرہ ضروریات بذمہ مدرسہ ممکن ہونگے (احقر الانام صاحبزادہ سید سراج الدین شاہ ہزاروی خطیب ومہتمم مدرسہ حنفیہ انوار العلوم جامع مسجد قاضی نظام الدین محلہ امام باڑہ راولپنڈی)

بقیہ: بچوں کا صفحہ ص۹ سے آگے

کے ساتھ بیٹھے رہے، ان کی زبان تسبیح و تہلیل میں مشغول تھی۔ جب خون بند کرنے کے لئے زخم کو داغا گیا تو درد کی شدت سے بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو کٹا ہوا پاؤں منگا کر دیکھا اور الٹ پلٹ کر اس سے فرمایا۔

"اس ذات کی قسم جس نے تجھ سے میرا بوجھ اٹھوایا، اس کو خوب معلوم ہے کہ میں تیرے ساتھ کسی حرام راستے پر گامزن نہیں ہوا"

حضرت عروہ بیٹے کے انتقال اور پاؤں کے کٹنے کی مصیبت پر بھی صبر و شکر کرتے اور کہتے۔

"الٰہی تیرا شکر ہے کہ میرے چار ہاتھ پاؤں میں سے تو نے ایک ہی لیا اور تین باقی رکھے اور چار بیٹوں میں سے ایک ہی لیا تو نے بہت کچھ باقی رکھا ہے، اگر کچھ مصیبت میں مبتلا کیا ہے تو بہت دنوں عافیت میں بھی رکھا ہے"

بقیہ: اداریہ ص۳ سے آگے

درمیان تنازعہ موجود ہے جس سے اس علاقہ کے امن کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

(۲) کشمیری عوام ریاست پر بھارت کے قبضہ کے خلاف ہیں۔

(۳) مسئلہ کا حل حق خود ارادیت ہے

(۴) مسئلہ کشمیر کا تصفیہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے کمیشن کی قرار دادوں کی خلاف ورزی نہ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس سلسلے میں بھارت کا یہ موقف کہ مبینہ قرار دادیں متروک ہو چکی ہیں مسترد کر دیا گیا ہے۔

(۵) مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے مؤثر ذرائع تلاش کئے جائیں، دونوں ملکوں کے درمیان براہ راست بات چیت ہو جس میں غالباً کوئی تیسرا فریق بھی شامل کیا جائے۔

(۶) سلامتی کونسل کے ارکان کو جن میں روس بھی شامل ہے ویٹو سے گریز کرنا چاہیئے اور دونوں ملکوں میں بات چیت کرانے کے لئے... مثبت اقدامات کئے جائیں۔

بہر حال ان کے بیان کا خلاصہ یہی کہ سلامتی کونسل میں موجودہ بحث کے دوران پاکستان کے کیس کو کافی تقویت پہنچی ہے اور ممبروں کی اکثریت نے پاکستان کے مؤقف کی اصولی حمایت کر کے بھارت کو اخلاقی شکست سے دو چار کر دیا ہے ہمارے نزدیک پاکستان کو اس سے بھی زیادہ مضبوط موقف اختیار کرنا چاہیئے اور سلامتی کونسل میں شریک ممبران پر یہ حقیقت واضح کر دینی چاہیئے کہ اگر اس موقعہ پر بھی سلامتی کونسل نے مسئلہ کشمیر کا کوئی مناسب حل تجویز نہ کیا تو نتائج کی تمام تر ذمہ داری اقوام متحدہ پر ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بھارت کی آنکھیں کھل جائیں گی اور مغربی ممالک کو یہ باور ہو جائے گا کہ پاکستان اب گھڑے کی مچھلی نہیں رہا۔ مزید براں چین سے دوستانہ تعلقات نے پاکستان کو اس مقام پر لا کھڑا کر دیا ہے کہ وہ ایسا اعلان کر سکے ہمیں یقیناً اس صورت حال سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور خارجہ پالیسی میں جو خوش آئند اور مثبت تبدیلی پیدا ہوئی ہے اور مغربی ممالک کو سوچ میں ڈال سکے اس میں مزید رنگ بھرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

زائر حرم حمید صدیقی
(لکھنوی)

سوز و ساز

وہ دیدار ارض حجاز اول اول
وہ جوشِ جنونِ نیاز اوّل اوّل

وہ نظارۂ بے نظر پہلے پہلے
وہ اک منظرِ جاں نواز اوّل اوّل

وہ عالم عجب بیخودی کا تھا عالم
ہوئے تھے جو ہم سرفراز اوّل اوّل!

وہ ارض مقدس کی سادہ فضائیں
حرم میں وہ کیفِ نماز اوّل اوّل

وہ کیفیت اضطرابِ حضوری
وہ ذوقِ جبینِ نیاز اوّل اوّل

وہی بن گیا دردِ دل آخر آخر!
بظاہر جو تھا سوز و ساز اوّل اوّل

غم و کیف کا امتزاج اللہ اللہ
دل و درد کا ساز باز اوّل اوّل

کلام حق آموز، بے لفظ و معنیٰ
پیامِ محبت نواز اوّل اوّل

ابھی تشنۂ دید ہی تھیں نگاہیں
کہ دل پر گری برقِ ناز اوّل اوّل

جمالِ مجرّد، برنگِ تماشا
حقیقت بشکل مجاز اوّل اوّل

وہ اِک جلوۂ بے جہت آخر آخر
وہ اک پردۂ نیم باز اوّل اوّل

دھڑکتے ہوئے دل کے خونبار آنسو
وہ آنکھوں سے افشائے راز اوّل اوّل

حضورِ شہنشاہ کونین ادب سے
وہ عرضِ سلام نیاز اوّل اوّل

اِدھر التفاتِ کرم کی بشارت
اِدھر گریۂ جاں گداز اوّل اوّل

حمید آہ وہ رقصِ روحِ محبت
وہ ہر سانس نغمہ طراز اوّل اوّل

عورتوں کے لئے

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا

(عزیز النساء)

آپ کا نام اسماء تھا اور کنیت ام سلمہ، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چند عورتوں کے ساتھ حاضر ہوئیں اور عرض کیا ــــ

"مسلمان عورتوں کی جانب سے ایک پیغام لے کر آئی ہوں خدا نے آپ کو مرد و عورت سب کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے ہم نے آپ کی پیروی کی ہے اور آپ پر ایمان لائے ہیں۔ لیکن ہمارا حال مردوں سے بالکل جدا ہے ہم پردہ میں رہتے ہیں جس کی وجہ سے جمعہ اور جماعت کی شرکت سے محروم ہیں اور مرد جمعہ اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں مریضوں کی عیادت کرتے ہیں، جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، حج کو جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جہاد میں شرکت کرتے ہیں لیکن ہم عورتیں گھر میں رہ کر اولاد کی پرورش کرتے ہیں، گھروں کی حفاظت کرتے ہیں، چرخہ کاتتے ہیں تو کیا ان صورتوں میں ہم عورتوں کو بھی کچھ ثواب ملے گا؟"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابی خاتون کی یہ بات سُنی تو حاضرین سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت کی ایسی گفتگو سنی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، پھر آپ نے حضرت اسماء رض کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا ـــ "عورت کے لئے شوہر کی رضا جوئی نہایت اہم ہے اگر وہ حق زوجیت ادا کرتی ہے اور شوہر کی مرضی پر چلتی ہے تو مرد کو جس قدر ثواب ملتا ہے عورت کو بھی اسی قدر ملتا ہے"۔

حضرت اسماء بنت یزید جب حضورؐ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئیں تو آپ کے ساتھ آپ کی خالہ بھی تھیں، خالہ سونے کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنے ہوئے تھیں، آپ نے فرمایا ان کی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولیں نہیں آپ نے ارشاد فرمایا

"کیا تم کو یہ پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیاں پہنائے"؛ حضرت اسماء نے کہا خالہ ان کو اُتار دو، چنانچہ تمام چیزیں اتار کر رکھ دیں۔

بیعت کے لئے حضرت اسماء نے کہا، یا رسول اللہ اپنا ہاتھ بڑھایئے ہم آپ سے بیعت کریں، آپ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ـــ

حضرت اسماء بڑی فہیم اور ذی عقل تھیں، ان کی وجہ سے مسلمان خواتین کو بہت سے مسائل معلوم ہوئے، وہ حضور سے بے جھجک مسائل معلوم کرتیں اور دوسری مسلم خواتین کی طرف سے نمائندگی کرتیں۔

اوپر کی چند سطروں سے کئی باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ مسلمان خاتون کا مرکز اس کا گھر ہے، وہ گھر میں رہ کر خدا کو راضی کر سکتی ہے اور اس کے ذمہ ایسی ذمہ داریاں ہیں جن کو گھر میں وہ کر پورا کر سکتی ہے، جیسے گھر کی حفاظت، شوہر کی خدمت، اولاد کی تربیت، حقوق کی ادائیگی، درحقیقت عورت کا دائرہ عمل اس کا گھر ہے (۲) سونے کا زیور اسی وقت پہن سکتی ہے کہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے (۳) کسی غیر مرد سے مصافحہ نہیں کر سکتی ـــ مسلم خواتین حضرت اسماء بنت یزید رض کی زندگی کو مشعل راہ بنائیں اور ان واقعات کو مشعل راہ بنائیں اور ان سے سبق حاصل کریں ـــ



دینِ اسلام میں مردوں اور عورتوں کے فرائض یکساں ہیں

ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو دین اسلام اپنی امت کی طرف لے کر آئے ہیں اس دین کی مخاطب عورتیں بھی اسی طرح ہیں جس طرح مرد ہیں۔ فرائض کے حدود ضرور مختلف ہیں۔ لیکن دین کو اختیار کرنے دین کو قائم کرنے، حق کی راہ میں جدوجہد کرنے، عنداللہ جوابدہ اور مسئول ہونے میں دونوں یکساں ہیں۔

جو احکام مردوں کے لئے قرآن میں آئے وہی عموماً عورتوں پر عائد ہوتے ہیں جداگانہ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ ہاں خصوصی احکام الگ بتلا دیئے گئے ہیں۔ جس طرح مردوں کو روحانی اور اخلاقی ترقی کرنے کے ذرائع حاصل ہیں عورتوں کے لئے بھی یہ میدان کشادہ ہے۔

بعض ازواج مطہرات نے کہا تھا کہ قرآن میں اکثر جگہ مردوں کا ذکر ہے عورتوں کا کہیں نہیں اور بعض نیک بخت عورتوں کو خیال ہوا کہ نبی کی ازواج کا تو ذکر آگیا ہے مگر عام عورتوں کا کچھ حال بیان نہیں ہوا تو اس پر یہ آیت اتری۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(پ ۲۲ رکوع ۲)

ترجمہ! تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں، اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں، اور سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور اپنی شہوت کی جگہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت سا یاد کرنے والے مرد اور بہت سی یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے واسطے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ

ترجمہ! (دینی) علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔

کلمہ شہادت پڑھنا خدا کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر زبان سے اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا نہایت ضروری ہے اسی طرح اللہ کے تمام رسولوں اور تمام آسمانی کتابوں اور تمام فرشتوں اور تقدیر و قیامت اور مرنے کے بعد زندہ ہونے پر یقین لانا ضروری ہے۔

دن میں پانچوں وقت نمازیں قائم رکھنا۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہنا رمضان شریف کے روزے رکھنا اور حج کرنا فرض ہے۔

گو عورتوں کو مردوں کی نسبت بعض رعایات دے گئی ہیں مثلاً حیض اور نفاس کے دنوں میں نمازوں کا معاف ہونا نماز باجماعت اور جمعہ کی نماز سے مستثنیٰ ہونا، مگر باقی احکام میں مردوں والے احکام ہی کی مکلف ہیں۔

مرد کا درجہ عورت کے درجہ سے بڑھا ہوا ہے اس لئے فرق مدارج کے باعث ہو جو احکام میں فرق ہوگا وہ سراسر حکمت اور قابل رعایت ہوگا۔ اللہ نے مردوں کو عورتوں پر حاکم اور نگران حال بنایا۔ کیونکہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ اور مہر، خوراک و پوشاک اور اور جملہ ضروریات کے کفیل ہوئے ہیں نیک عورتیں اپنے خاوندوں کی تابعداری کرتی ہیں اور اللہ کے حکم کے موافق خاوند کی پیٹھ پیچھے اس کی رضا کے موافق اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں اپنے نفس اور مال زوج میں کسی قسم کی خیانت نہیں کرتیں۔

یہ بات ہر شخص کو معلوم ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دین حق کی دعوت دی تو سب سے پہلے جن لوگوں نے دعوت کو قبول کیا ان میں ایک خاتون حضرت صدیقہ الکبریٰ بھی ہیں حالانکہ اس وقت اسلام کا قبول کرنا کوئی سہل کام نہ تھا بلکہ دنیا جہان کی مصیبتوں کو مول لینا تھا انہوں نے نہ صرف اسلام قبول کرنے میں سبقت کی بلکہ آنحضرت ؐ کو ڈھارس بندھوانے والی غیبی تائید اور حق کی راہ کا یقین دلانے والی تھیں۔ انہوں نے آپ کو سب سے پہلے تسلی دی اور سب سے پہلے دین حق کے اس علم کو اٹھایا اور ایسی وفاداری اور عشق و شوق کے ساتھ کہ ان کی وفاداری نہ صرف عورتوں بلکہ مردوں اور تمام نسل انسان کے لئے قابل فخر ہے ان کا مال اور ان کا دل و دماغ سب اسلام پر نثار ہوا نبی کریم کو ان کی وفات کا سب سے زیادہ غم ہوا۔

اہل حق پر سخت سے سخت دور آئے کون سی مصیبتیں ہیں جو ان پر توڑی نہیں گئیں۔ کانٹوں میں گھسیٹے گئے، تپتے ہوئے ریت پر لٹائے گئے، گرم سلاخوں سے داغے گئے بری طرح زدو کوب کئے گئے۔ ان مصیبتوں کو مردوں کی طرح عورتوں نے بھی سہا۔ پھر جب وہ وقت آیا کہ مکہ کی فضا اہل حق کے لئے بالکل ہی ناسازگار ہوگئی تو قریش نے مسلمانوں پر خدا کی زمین تنگ کردی اور مسلمانوں نے حبشہ کیطرف ہجرت کی تو اس میں بھی خواتین شریک تھیں۔

اس کے بعد ہجرت مدینہ کا مرحلہ پیش آیا تو جس طرح مردوں نے اپنے وطن اور اپنے اعزہ و اقارب اور اپنے

املاک و اموال کو خیر باد کہا اسی طرح عورتوں نے بھی سارے علاقوں کو ترک کر کے حق کا ساتھ دیا۔

جب تک عورتیں اپنے درجہ کو ٹھیک ٹھیک سمجھتی تھیں اور جب تک یہ یقین دلوں میں جاگزیں تھا کہ اسلام کی دعوت کے مخاطب مرد اور عورت دونوں ہی ہیں اور اقامتِ دین کی ذمہ داری میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ عورتیں راہِ حق کے جانباز سپاہیوں میں تھیں۔ مخالفین نے ان پر مظالم توڑے مگر انہوں نے ان سختیوں کو گوارا کیا، اُحد کے معرکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بہت سے اصحاب کو سخت حالات سے دوچار ہونا پڑا۔

اسلام نے اپنے روشن زمانے میں جس قدر جنگیں لڑیں، ان میں مردوں نے اگر تیر و خنجر چلائے اور زخم پر زخم کھائے تو عورتوں نے پائینچے چڑھا کر زخمیوں کو پانی پلایا ان کی مرہم پٹی کی ان کی ڈھارس بندھوائی اپنے مال سے اور اپنے زیورات سے دینِ حق کی امداد کی۔ چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپؐ کی تعریف کے گیت گائے۔

یہ اس دور کا حال تھا جب عورتیں جانتی تھیں کہ مرد و عورت دونوں دینِ حنیف کے یکساں حامل اور یکساں مخاطب ہیں اس وقت تک ہر وہ چیز جو راہِ حق میں رکاوٹ ڈالنے والی بنی ٹھکرا دی محبوب سے محبوب شوہر جس کا رشتہ دینِ حق سے استوار نہ ہوتا تھا ان کی نگاہ میں مبغوض ہو جاتا غریب سے غریب اور مفلس سے مفلس شوہر کو محض حق پرستی کی بناء پر انہوں نے محبوب بنایا۔ بیٹیوں تک کے رشتے انہوں نے دین کی خاطر توڑ ڈالے۔

اب دیکھئے کیسی کایا پلٹ گئی ہے آج سمجھ لیا گیا ہے کہ جس طرح نان و نفقہ کی ذمہ داری مرد پر ہے اسی طرح دین کے لئے جد و جہد کرنا بھی مرد ہی کا فریضہ ہے ان کی پہلی غلطی یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو شریعتِ الٰہی کا مخاطب نہیں سمجھتیں حالانکہ آنحضرتؐ نے دعوت مردوں اور عورتوں کو یکساں دی ہے اس غلط تصور نے ہماری اسلامی زندگی تہس نہس کر ڈالی اب حالت یہ ہے کہ عورتیں درحقیقت سوسائٹی کے تمام عیوب اور خرافات اپنے اندر اور اپنے بال بچوں اور شوہروں کے اندر پھیلانے کا ذریعہ بن گئی ہیں

عورت کے بگڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمام نسل کی ذہنی و اخلاقی حالت مسموم ہو جاتی ہے کوئی ماں اپنے بچے کے منہ میں صرف دودھ ہی نہیں ڈالتی بلکہ اس کے ساتھ اپنے اخلاق کی روح بھی اس کی رگ رگ کے اندر اتارتی ہے اگر اس کے اندر روحِ دین کمزور ہے، اخلاقِ انسانی اور حسِ ایمان مردہ ہے تو اس سے زیادہ زہریلے جراثیم بچہ میں سرایت کر جائیں گے۔

صحیح اسلامی تربیت کا اصلی سرچشمہ اور بہترین ذریعہ ہماری مائیں ہیں جب تک ہماری مائیں حضرت اسماءؓ کے نمونہ کی تقلید نہ کریں گی کس طرح عبد اللہ بن زبیرؓ جیسے جانباز پیدا ہو سکیں گے جب تک وہ راہِ حق میں سولی پر چڑھ جانے والے بیٹے کو دیکھ یہ نہ کہیں کہ اچھا ابھی مرکب سے سوار اترا نہیں اس وقت تک دارورسن کا کھیل کھیلنے والے فرزند کنکی کو کھوں سے جنم لیں گے۔

ھم صرف ایک ہاتھ سے دینِ حق کی عمارت قائم نہیں کر سکتے اس میں دوسرے ہاتھ یعنی عورت کا تعاون ضروری ہے ہماری نسلوں کی پہلی تربیت گاہ ماں کی آغوش ہے ماں کی چھاتی کے ایک قطرۂ شیر کے ساتھ بچہ جذبات و حسیات اور اخلاق بھی اپنے اندر جذب کرتا ہے اور اس کی ایک ایک ادا سے عمل کے طریقے دیکھتا ہے۔ ماں اگر مومنہ و مسلمہ ہے تو بچے بھی مومن اور مسلم، ماں اگر روح ایمان و اسلام سے خالی ہے تو بچے بھی اسی طرح ایمان و اسلام سے محروم ہوں گے۔

ہم اپنی نسلوں کی تمام اثرات سے حفاظت بھی کریں تو یہ بالکل ناممکن ہے کہ ماؤں کے نیک و بد اثرات سے ان کو بچا سکیں۔ مردوں کی خرابی کے اثرات بھی مہلک ہیں مگر ان کی خرابی سے بچنے کی شکلیں پیدا ہونا ممکن ہیں، لیکن عورتوں کے بگاڑ کے خراب نتائج سے بچنا ناممکن ہے ان کی پیدا کی ہوئی خرابی جڑ کی خرابی ہے شاخوں اور تنے کی خرابی نہیں ہے اس کا علاج ناممکن ہے

میں اپنی ماؤں اور بہنوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی غفلت کو دور کریں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں انہیں اللہ کا دین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سمجھنے چاہیئے انہیں اپنی اولاد کو اپنے اخلاق اور روزمرہ کی زندگی سے دین کے اصول سے آشنا اور راسخ کرنا چاہیئے۔ اُن کا مرتبہ بہت اونچا ہے ان کی باتیں بے اثر نہیں رہ سکتیں اپنے بچوں کو تو باقاعدہ حکم دے سکتی ہیں اور ہر سعید بیٹے کا فرض ہے کہ وہ اپنی ماں کے حکم کی تعمیل کرے

جو عورت دینِ حق کی اقامت کی راہ میں مرد کا دست و بازو بنتی ہے اس مقصد کی خاطر مصیبتیں جھیلتی ہے اور فاقے کرتی ہے وہی عورت امہات المومنین اور صحابیات کے مبارک نمونہ پر ہے۔

ہماری اصلی دولت عورتوں کے پاس ہے نسلیں انہیں کی تحویل میں ہیں ان کا بٹھایا ہوا نقش کبھی نہیں مٹتا خواہ وہ نقش باطل بٹھائیں یا نقش حق، وہ چاہیں تو ان کے فیضِ تربیت سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو ہماری تاریخ کو از سرِ نو روشن کر دیں اور چاہیں تو آج کل کے مسلمانوں جیسے جنم دیں۔

خیال تو کیجئے کبھی گنتی کے چند نفوس تھے لیکن زمین ان کے وجود سے تھرا اٹھتی تھی لیکن آج مردم شماری کے اعتبار سے مسلمانوں کی تعداد کس قدر زیادہ ہے مگر صفحۂ گیتی کو خبر تک نہیں کہ کوئی اس کی پشت پر ہے

اگر عورتیں حضرت اسماء رضؓ کے نمونہ پر چلیں گی تب ہی ان فرزندانِ اسلام کو پیدا کر سکیں گی جن کی موجودگی زمین کو محسوس ہو گی

پس حضرات!

جس عورت یا مرد کو ایمان اور عمل صالح کی صحیح روح اور توفیق ملی اس کا مقام جنت ہے اور اس کی کوئی نیکی ضائع نہیں جائے گی۔

ایمان و عمل صالح والے زمین کے وارث بھی بن جاتے ہیں اور جنت کے بھی لہذا اگر دین و دنیا میں کامیاب اور بامراد ہونا چاہتے ہو تو اپنے اندر ایمان و عمل صالحہ کی حقیقی روح پیدا کرو۔

مذہب میں مرد ہی کی طرح عورت پر بھی نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج و دیگر اوامر و نواہی کی پابندی لازمی ہو گی اخلاقی میدان میں بھی اسے کسب محاسن اور ترقی سیرت کے متعلق پوری آزادی دیدی گئی

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى

بقیہ:- دین اسلام مردوں اور عورتوں پر یکساں ہے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً (پ ۱۴ ع ۱۹)

ترجمہ: جس نے بھی نیک اور شریفانہ عمل کئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مؤمن ہو ہم اُسے ایک اعلیٰ اور خوشگوار زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیں گے

قرآن کریم کی اس آیت نے قطعی طور پر اس امر کا فیصلہ کر دیا کہ عورت و مرد دونوں انتہائی دینی و دنیوی ترقی یکساں طریق پر کر سکتے ہیں دونوں میں اس کی پوری اہلیت ہے اور دونوں برابر ہیں۔

مالی و اقتصادی ارتقاء

عہد رسالت ہی میں عورتیں زندگی کے ہر میدان میں گرم جولاں ہو چکیں تھیں اور انہوں نے ہر شعبۂ حیات میں پوری ترقی حاصل کرنی شروع کر دی تھی جس کی تکمیل عہد صحابہؓ میں ہو گئی انتہا یہ ہے کہ مادی اعتبار سے ان میں سے بڑی بڑی دولت مند، علمی اعتبار سے بڑی بڑی فاضلہ و یگانۂ روزگار، روحانی اعتبار سے بڑی سے بڑی پاکباز، عبادت گزار اور عسکری اعتبار سے بڑی سے بڑی شہسوار اور نبرد آزما پیدا ہو گئیں جنہوں نے طبقۂ رجال سے اپنی عظمت و لیاقت کا اعتراف کرا لیا۔

دنیا میں ایک نامعلوم زمانہ سے عورت بیچارگی اور کس مپرسی کی زندگی بسر کرتی چلی آ رہی تھی یہ امتیاز اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہوا کہ اس نے عورت کو انسانیت اور مساوات کا درجہ دیا اور غار مذلت و نکبت سے نکالا یہ ایک احسان بھی تھا حق بھی تھا اور ضروری بھی تھا اس لئے کہ مرد کی قابلیت کا اثر زیادہ تر اس کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے لیکن عورت کی تعلیم و تہذیب ایک پوری نسل کی تعلیم و تہذیب ہے بچہ سب سے زیادہ اپنی ماں کی عادات ہی سے متاثر ہوتا ہے اور اس کی تعلیم بطن مادر ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ لائق ماں کی اولاد ہمیشہ لائق ہی ہوتی ہے۔ باپ کتنا ہی لائق ہو اگر ماں نالائق ہو تو وہ کسی نہ کسی حد تک ضرور ہی اس سے متاثر ہو گا اسلام نے عورت کا درجہ بلند کر کے ایک طرح گویا آئندہ نسلوں کی حفاظت کا پورا سامان کر دیا۔ یہ دنیا پر اس مذہب کا سب سے بڑا احسان ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۵ (پ ۲۴ ع ۱۰)

(ترجمہ) اور جس نے کی بھلائی مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان رکھتا ہو سو وہ لوگ بہشت میں جائیں گے وہاں بے شمار روزی پائیں گے۔

مدرسہ عربیہ دار الہدیٰ بھکھر کا

سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۴، ۱۵، ۱۶ ذیقعدہ ۸۳ھ ۲۹، ۳۰، ۳۱ مارچ سنہ ۶۴ء ہو رہا ہے۔

(۱) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ
(۲) حضرت مولانا محمد عبیداللہ صاحب انور مدظلہ
(۳) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی مدظلہ
(۴) حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی مدظلہ
(۵) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری مدظلہ
(۶) حضرت مولانا سید گل بادشاہ صاحب مدظلہ
(۷) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
(۸) حضرت مولانا محمد رمضان صاحب میانوالی مدظلہ
(۹) حضرت مولانا عبدالشکور صاحب دین پوری مدظلہ
(۱۰) مولانا قاری محمد اجمل صاحب لاہور
(۱۱) مولانا عبدالقادر صاحب آزاد
(۱۲) جناب شاعر اسلام سید امین گیلانی منچن پورہ شرکت فرمائیں گے۔

بقیہ:- توبہ:- کے پانی اور ندامت کی آگ سے دھونا اور صاف کرنا چاہئے جس طرح کپڑا صاف ستھرا ہونے کے بعد پسند کیا جاتا ہے اسی طرح دل بھی جب حسرت اور ندامت کی آگ اور آنسوؤں کے پانی سے صاف ہو جائے تو قرب خدا نصیب ہوتا ہے۔ قد القلم من لکھا (باقی آئندہ)

تھوڑی دیر اہل حق کے ساتھ

محمد یونس ننگرامی

صبح ہی سے پورا مدینہ رنج و غم میں میں ڈوبا ہوا ہے عوام اشکبار ہیں کہ آج امام دار الہجرت حضرت انس بن مالک کو خلیفۂ وقت کے حکم سے کوڑے لگائے جا رہے ہیں

امام کا کہنا ہے کہ خلافت نفس ذکیہ کا حق ہے منصور نے جبراً بیعت لی ہے اور جبر کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں ہے حدیث میں ہے کہ اگر کسی سے جبراً طلاق دلائی جائے تو واقع نہ ہوگی منصور کے آدمی چاہتے ہیں کہ امام فتویٰ نہ دیں ہوسکتا ہے کہ لوگ بیعت جبری کا انکار کر دیں مگر امام صاحب کے نزدیک مسئلہ ثابت تھا اس کے خلاف کیسے فتویٰ دیتے چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ امام دالہجرت کو ننگے کوڑے لگائے جائیں۔

مدینہ اپنا ایک دوسرا رخ تاریخ کو یوں دکھاتا ہے کہ حضرت انس بن مالک مدینہ کی گلیوں میں کبھی گھوڑے اور خچر پر اس لئے سوار نہیں ہوئے کہ جو سرزمین نبی اکرم کے قدم مبارک سے مشرف ہوئی ہے۔ وہ جانوروں کے سُموں سے کیسے روندی جائے لیکن آج اسی مبارک بدن پر کوڑے پڑ رہے ہیں اور تمام پلیٹھ خون سے لہو لہان ہوگئی ہے اور دونوں ہاتھوں کے مونڈھے اند گئے ہیں۔ خلیفہ کا حکم ہوا ہے کہ اونٹ پر بٹھا کر ان کی تشہیر کرو۔ امام مالک مجرموں کی طرح باندھ کر مدینے میں گھمائے جا رہے ہیں لیکن زبان پہ یہ الفاظ ہیں۔

من عرفنی فقد عرفنی ومن لا يعرفنی فانا مالك بن انس اقول طلاق المكره ليس بشیٔ

جو نہیں جانتا وہ جان لے کہ میں مالک بن انس اس بات کا فتویٰ دیتا ہوں کہ جبری طلاق کچھ بھی نہیں ہے۔

(۲)

سلیمان بن داؤد فرماتے ہیں، میں نے عبداللہ بن مبارک سے دریافت فرمایا کہ دنیا میں صحیح اور کام کے لوگ کون ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے ارشاد فرمایا علماء

سلیمان بن داؤد نے پھر دریافت کیا، دنیا میں بادشاہ و امراء کون حضرت ہیں، عبداللہ بن مالک نے جواب دیا کہ دنیا کی حکمرانی و بادشاہت تو زاہدوں کے پاس ہے۔

نعیم بن حماد فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن مبارک جب بھی کتاب الرقاق کا مطالعہ کرتے تھے تو ان کی حالت ایک ذبح کی ہوئی گائے کی طرح ہوتی تھی۔ ان پر اس قدر گریہ وزاری طاری ہوتا کہ ہم میں سے کسی کی ہمت ان کے قریب جانے کی نہ پڑتی تھی۔

ابن عیینہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے صحابہ کرام کی زندگیوں کا مطالعہ کیا پھر عبداللہ بن مبارک کی زندگی پر غور کیا تو مجھ کو ان دونوں زندگیوں میں سوائے اس کے کہ صحابہ کرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوئے اور کوئی فرق نظر نہ آیا۔

(صفتہ الصفوۃ لابن الجوزی ج۴ ص ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۵)

(۳)

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ساتویں صدی ہجری کے مشہور عالم گزرے ہیں آپ کی تصنیفات میں علوم و معارف کے خزانے جمع ہیں، اپنی ایک کتاب "الجواب الکافی" میں انسان اور اس کی دعاؤں کے سلسلہ میں بڑی عجیب بات لکھتے ہیں۔

فرمایا "انسانی دعاؤں کے اثرات جب جلدی نہیں ظاہر ہوتے تو انسان دعا ترک کر دیتا ہے۔ اس انسان کی مثال بالکل اس شخص کی طرح ہے جس نے کھیت میں بیج ڈالا اور پھر اس کی نگرانی کی اور اس پر اپنی محنت صرف کی لیکن کھیتی پکنے اور تیار ہونے میں ذرا بھی دیر ہوئی تو اس کو چھوڑ دیا۔

بخاری شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے نبی اکرم نے ارشاد فرمایا انسان کی دعا اس وقت تک قبول نہیں ہوتی ہے جب تک وہ جلد بازی ترک نہ کر دے

"الجواب الکافی لابن القیم ص ۶"

(۴)

امام لفظویہ فرماتے ہیں۔ مجھے عباس بن وزیر نے بتایا کہ ایک روز ہم لوگ مامون کے پاس بیٹھے تھے تو اس کو چھینک آئی لیکن ہم میں سے کسی نے دعائیہ کلمات نہیں کہے ہم لوگوں کے اس فعل پر اس کو اعتراض ہوا اور کہنے لگا تم لوگوں نے اس سنت کو کیوں ترک کر دیا۔ میں نے جواب دیا ـــــ اے امیر المومنین ہم لوگوں نے آپ کی تعظیم کا خیال کرتے ہوئے ایسا نہیں کیا اس پر مامون نے کہا میں ان بادشاہوں میں نہیں ہوں جو دعاؤں سے بے نیاز ہیں

تاریخ الخلفاء للسیوطی طبع جدید ص ۳۱۴)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی مجلس بڑی پُر اثر ہوتی تھی قلوب پر ایک خاص کیفیت طاری ہو جایا کرتی تھی ذیل میں حضرت شیخ کے کچھ ارشادات منقول ہیں۔

"اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لئے نہ چھوڑو کہ اس وقت کی بیداری مفید نہیں۔ ہمیشہ یہ سوچتے رہو کہ تمہاری عمر میں صرف یہی ایک دن باقی رہ گیا ہے اس لئے آخرت کے واسطے تیار رہو۔ قناعت اختیار کرو کیونکہ قناعت کا خزانہ کبھی ختم نہ ہوگا (الفتح الربانی)

نوٹ :۔ مالکی فقہ میں طلاق جبری درست نہیں ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک طلاق جبریہ واقع ہو جائے گی۔ ہدایہ میں ہے کہ جس شخص پر جبر ہو رہا ہے۔ گویا کہ اس نے دو صورتوں میں سے ایک کو اختیار کیا ہے۔ اور اختیار رضامندی کی علامت ہے ـــ ہدایہ ج ۲-

توبہ

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا بشیر احمد پسروری مدظلہ خلیفہ مجاز
حضرت لاہوری قدس سرہٗ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ ــــ
توبوا الی اللہ جمیعا ایھا المؤمنون لعلکم تفلحون ۝

ترجمہ! اے ایمان والو سب کے سب اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ عذاب اور مصیبتوں سے نجات اور مقاصد حسنہ میں کامیابی حاصل کرو۔

معزز ناظرین رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہو رہا ہے اس مہینہ میں عبادت کرنے والا ہر ایک عبادت کی جزا ستر گنا زیادہ حاصل کرتا ہے۔ آؤ مل کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی کے ساتھ گناہوں کے لئے توبہ کی درخواست پیش کریں۔

توبہ کا مفہوم

تین چیزوں کے ملنے کا نام توبہ ہے یعنی توبہ کرنے والا اپنے اندر یہ تین چیزیں پیدا کرے (۱) علم (۲) حال (۳) فعل۔ ان تینوں کے مجموعہ کا نام توبہ ہے۔

علم:۔ علم کا معنے یہ ہے کہ انسان اپنے دل کے اندر پختہ یقین کرے کہ گناہ کرنے سے انسان اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ رحمت خداوندی اور انسان کے درمیان گناہ حجاب بن جاتے ہیں۔ یہ یقین نہایت سخت قوی ہو۔ جب یہ یقین قوی ہوگا تو دل کے اندر ایک ندامت اور شرمندگی پیدا ہوگی اور اپنے کئے ہوئے گناہوں پر دل میں سخت بے چینی اور بے قراری محسوس کرے گا۔

اس کیفیت کے پیدا ہونے کے بعد گناہ کے چھوڑنے کا بہت پختہ ارادہ کرے گا۔ نہایت سخت پختہ ارادہ کرنے کے بعد گناہ پر قدرت پاتے ہوئے گناہ سے نفرت کر کے کنارہ کریگا پہلی کیفیت کا نام علم، دوسری کیفیت یعنی گناہوں کے ترک کرنے کے ارادہ کا نام حال اور گناہ کا موقعہ ملنے پر نہ کرنے کا نام فعل ہوگا۔

مثال کے طور پر اگر کوئی آدمی ایسی خوراک کھائے جس کے ذریعہ سے قوی خطرہ ہو کہ آنکھ میں موتیا اترے گا اور بینائی ختم ہو جائے گی ایسی حالت میں وہ انسان مارا مارا پھرے گا۔ کہ کوئی معالج مل جائے تاکہ بینائی ضائع ہونے سے بچ جائے۔ معالج کے مل جانے پر وہ قطعًا دیر نہیں کرے گا ہزار کام چھوڑ کر بھی بینائی کی بازیابی کے لئے علاج کرے گا اور آئندہ ان سب چیزوں سے پرہیز کرے گا جو بینائی کو ضائع کر سکتی ہیں، اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے راستے میں گناہوں کو حجاب سمجھے۔ اور گناہوں سے نفرت کرے۔ اور پچھلے گناہوں کا علاج ایسی توبہ سے کرے

حضرت قطب زماں سہل بن عبداللہ تستری کا فرمان

حضرت سہل بن عبداللہ رح نے توبہ کی یہ تعریف فرمائی ہے۔
التوبۃ تبدیل الحرکات... المذمومۃ الحرکات المحمودۃ
یعنی بری عادتوں کی جگہ اعمال صالحہ لے لیں ـــ

توبہ کی تکمیل کے لئے حرام سے پرہیز اور حلال کی خوراک سخت ضروری ہے۔

بعض صلحاء نے توبہ کا مفہوم اس طرح بیان کیا ہے خلع لباس الجفا ونشر بساط الوفاء فسق فجور کا لباس اتار کر اطاعت اور فرمانبرداری کا لباس پہن لے۔

گناہوں کا علاج توبہ ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃ النصوحا ۝

ترجمہ! اے ایمان والو اللہ کے سامنے توبہ کرو نہایت خالص یقینًا اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے محنت کے ساتھ دل کو پاکیزہ رکھنے والوں کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔
(۱) التائب حبیب اللہ توبہ کرنے والا اللہ کا حبیب ہے
(۲) التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ۔ ترجمہ! اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے گناہگاروں کو بخشش کی امید دلائی اور اپنے حبیب علیہ السلام کی زبانی فرمایا کہ انسان گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد بھی قرب خداوندی حاصل کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ توبہ کا مفہوم یہ ہے
الرجوع عن الطریق المبعد عن اللہ تعالیٰ المقرب الی الشیطان۔
یعنی فسق وفجور اور معصیت کے رستے کو اس لئے چھوڑنا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں۔ اور شیطان کے قریب کرنے والے ہیں۔ اور اس رستہ پر آنا جو شیطان سے دور اور رحمٰن کے قریب کرے اور وہ راستہ ترک معصیت اور مکمل فرمانبرداری والا ہے۔

حضرت لقمان کی نصیحت

حضرت لقمان نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اے نور نظر توبہ میں ہرگز دیر نہ کرنا۔ اس لئے کہ موت اچانک آنے والی چیز ہے حدیث شریف کے اندر آتا ہے کہ توبہ میں تاخیر کرنے والے توبہ کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں اور جہنم میں زیادہ سے زیادہ عذاب پانے والے ہیں۔

علمائے امت میں سے بعض عارفین کا فرمان

بعض عارفین میں سے کسی نے فرمایا ہے کہ توبہ کے اندر بہت جلدی قدم اٹھانا چاہیئے اس لئے کہ ملک الموت اچانک سامنے آتا ہے اور زندگی کے ختم ہونے کی پریشان کن خبر سناتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ زندگی کی ایک گھڑی باقی رہتی ہے۔ مرنے والا وقت کے بڑھنے کی التجا کرتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے کہ ایک سانس بھی نہیں بڑھ سکتا۔

اس لئے توبہ میں جلدی کرنی چاہیئے کیونکہ گناہوں سے اعمال صالحہ کی روشنی چھپ جاتی ہے اور دل پر تاریکی کے پردے چھا جاتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ میلے کچیلے اور گندے کپڑے کو پسند نہیں کرتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اس قلب سیاہ اور سخت کو پسند نہیں کرتا جو قلب گناہوں اور بدعتوں کے ذریعہ سے میلا اور گندھا ہو چکا ہے۔ پھر گرم پانی اور بھٹی پر صاف ہوتا ہے دل کو افسوس

باقی ص ۱۲ پر

بقیہ :- خطبہ جمعہ مد سے آگے

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ط ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ٥

ترجمہ! اور بے شک یہی میرا سیدھا راستہ ہے سو اسی کا اتباع کرو اور دوسرے راستوں پر مت چلو وہ تمہیں اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گے تمہیں اسی کا حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

سورہ یٰس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں خطاب فرمایا گیا ہے:-

اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ٥

بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر

نتیجہ

یہ نکلا کہ آپ کی راہ پر چلنا، صراطِ مستقیم یعنی اللہ کی راہ پر چلنا ہے اور تقوی شعاروں اور سچے مومنوں پر لازم ہے کہ وہ اس راہ کا اتباع کریں۔

حدیث کی شہادت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ یَّاْبٰی قَالَ مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی (رواہ البخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری تمام امت جنت میں جائے گی مگر جو انکار کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کون ہے جو آپ کا انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے مجھے نہ مانا اور میرا انکار کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کی اطاعت جنت کی ضمانت ہے اور آپ کی اطاعت سے روگردانی آپ کا انکار کرنا اور آپ کی رسالت کو نہ ماننے کے مترادف ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب ہے۔

انکار دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ زبان سے انکار کرے دوسرا وہ جو زبان سے تو اقرار کرے مگر طرزِ عمل میں انکار کرنے والوں کے مشابہ ہو پہلی قسم کا منکر صریح کافر ہے اور ہمیشہ کے لئے جہنم میں رہے گا۔ دوسری قسم کا منکر جہنم میں سزا تو ضرور پائے گا۔ مگر قلبی اقرار کی بنا پر بالآخر خلاصی پا جائے گا۔ دراصل یہ جانچنے کے لئے کہ عقیدت ومحبت اور ادب کے دعوے میں کوئی کہاں تک صادق ہے حق تعالےٰ شانہ، نے اطاعت کو کسوٹی قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہی شخص پورا محبّ، تقوی شعار و پرہیزگار اور سچا مسلمان ہو سکتا ہے جو عقیدت وادب کے دعوی کے ساتھ ساتھ اطاعت کی کسوٹی پہ گسنے سے بھی کھرا ثابت ہو۔

حدیث شریف کی دوسری شہادت

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰی یَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ ــ

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس کی خواہش اس دین کی تابع نہ بن جائے جو میں لایا ہوں۔

مقصد

یہ ہے کہ ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے اور انسان سچا مومن کہلانے کا مستحق صرف اسی صورت میں بن سکتا ہے جب.... شریعت اس کی طبیعتِ ثانیہ بن جائے اور سنتِ نبوی اس کا اوڑھنا بچھونا ہو جائے ــ

محترم حضرات!

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس حقیقت کو پا چکے تھے کہ محبت صرف زبانی دعووں سے ثابت نہیں ہو سکتی۔ اسے ثابت کرنے کے لئے عمل اور اطاعت کی ضرورت ہے خداوند قدوس نے انہیں صاف طور پہ فرما دیا تھا۔

قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی

اگر خدا تعالےٰ سے محبت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرو اور یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں وہ وہ کام کئے جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے اور اسلام کی صداقت وعظمت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خلوص وایثار کے پھریرے فضائے آسمانی میں لہراتے رہیں گے اور یہ ظاہر کرتے رہیں گے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کا مفہوم کیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد اگر ہم بزرگانِ دین کی زندگیوں پہ نگاہ دوڑائیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ انہوں نے بھی اطاعت وفرمانبرداری کا حق ادا کر دیا ہے یہ دیکھ کر دنیا کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اولیائے امت نے حضورؐ کی سنن عادیہ تک کو ترک نہیں ہونے دیا اور اگر ان سے کبھی کبھار کوئی سنت رہ بھی گئی تو انہوں نے اس کا بے حد دکھ اور افسوس محسوس کیا۔ اس قسم کے بے شمار نظائر ہمیں بزرگوں کے واقعات وحالات میں ملتے ہیں مگر ان کے بیان کے لئے ایک طویل صحبت درکار ہے۔ صرف سید الطائفہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے اطاعتِ رسول کے ایک واقعہ سے اندازہ فرمالیجئے کہ وہ کس قدر اہتمام اطاعتِ رسولؐ کا کرتے تھے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے وقت کے ولیٔ کامل اور سید الطائفہ ہو گزرے ہیں آپ کے متعلق مشہور ہے آپ نے ساری زندگی میں صرف اس لئے خربوزہ نہیں کھایا کیونکہ آپ کو یہ علم نہ ہو سکا تھا کہ حضور علیہ السلام نے خربوزہ کو کس طرف سے کاٹ کر استعمال فرمایا ہے۔ محض اس وجہ سے زندگی بھر خربوزہ نہ کھانا کمالِ اطاعت نہیں تو کیا ہے؟ علامہ اقبال مرحوم نے بھی اپنے ایک شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں ؎

کاملِ بسطام در تقلید مرد
اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد

کیپ

اے برادرانِ عزیز! محبتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت اور پرکھ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام اور فرمودات کی عزت ہمارے دلوں میں ہو اور جب کوئی حکم نبیٔ معصوم کی طرف سے ہم کو مل جائے تو بغیر کسی عذر وتامل کے اس کی فوری تعمیل کریں۔ آپ کے نقوشِ قدم کو نشانِ راہ بنائیں اور زندگی کے ہر گوشے کو آپ کی سنت کے نور سے منور کریں ــــ (باقی آئندہ)

قرآن اور اُس کا اعجاز

غازی خدا بخش ــــ اچھرہ ــــ لاہور

تاریخ شاہد ہے کہ قرآن ایک ایسا بیان ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت اور نصیحت ثابت ہوا چنانچہ لوگ اس سے نیکی کی طرف آنے لگے اور برائی سے بچنے لگے وہ صحیح معنوں میں پرہیزگار بن گئے

لاریب جس نے قرآن کو دل کے کانوں سے سُنا وہ اپنے خالق کا تابع بن گیا پھر خالق نے سلامتی کی ایک راہ نہیں کئی راہیں دکھا دیں اور کفر کی تاریکیوں سے نکال کر اسلام کی روشنی میں لے آیا اور سیدھی راہ پر چلا دیا۔

قرآن الہامی کتاب ہے لہذا اس نے اپنے سے پہلی الہامی کتابوں کی تصدیق کر دی اور ان کے الہامی مضامین کی نگہبانی کرنے لگی۔ وہ واقعی ایک قوم کے لئے نہیں بلکہ تمام اقوام عالم کے لئے نصیحت ثابت ہوئی۔ دنیا والوں نے دیکھا کہ یہ واضح کتاب یہ ہدایت و رحمت ان کے پالنہار کی طرف سے ہی آئی ہے

لوگوں نے قرآن کو اپنے دلوں کے روگ دور کرنے والی کتاب پایا جس نے اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا اس نے اسے ہدایت و رحمت ہی کا باعث دیکھا۔ روگی دنیا اختلافات کے پھندوں میں جکڑی ہوئی تھی قرآن کی وضاحت نے ہر پھندے کو کاٹ دیا۔ چنانچہ وہ آپس میں شیر و شکر ہو گئے دورِ حاضرہ میں ہماری شیرازہ بندی ہو سکتی ہے تو قرآن ہی کے ذریعے ہو سکتی ہے کیونکہ اس میں ہمارے لئے ہدایت و رحمت کا کافی بیان ہے۔

بے شک قرآن ہی وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی راہ ہے لیکن کامرانی و کامیابی انہی لوگوں کے لئے ہے جو اسے دل سے مان کر اس پر عمل پیرا ہو گئے ان کے لئے بڑا ثواب کیا تھا یہی کہ وہ دنیا کے ہر خطے میں سرفراز ہو گئے اور ان کے مقابلے میں جنہوں نے اپنے نظام کو چٹان کی طرح محکم سمجھا قرآن کے نظام نے چٹانوں اور پہاڑوں کو علم توحید کے ذریعے پارہ پارہ کر دیا اور انہیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا پھر نہ قیصر رہا نہ کسریٰ رہا

خدایا اقبال کی روح کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے جس نے حق گوئی سے کام لیا اور خوب لکھا ؎

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
نقشہائے کاہن و پاپا شکست

اس نے کہا آج جس نے یورپ کی اندھی تقلید کی وہ واشنگٹن کا رُخ کرے یا ماسکو کو اپنائے وہ ہر حال میں جذبۂ ایمان سے خالی ہے

از غلامے لذت ایمان مجو
گرچہ باشد حافظ قرآن مجو

آج بھی ذہنی غلامی سے نجات پا جائیں تو نجات کی راہیں کھلی رہیں وہ خسارہ ہے ٹوٹا ہے اور ہر طرح کا نقصان ہے زندہ رہنا ہے تو

"نیست ممکن جز بقرآن زیستن"

اپنوں سے بیگانہ نہ ہو جائیں۔ اپنے اور غیر میں تمیز کریں۔ قرآن کا نام لے کر غیروں سے محبت کرنا کہاں کی دانشمندی ہے ؎

"دین او عہد وفا بستن بغیر
یعنی از خشت حرم تعمیر دیر"

کیا یہی پہنچنے کی راہیں ہیں ہرگز نہیں۔ کیا قرآن کے خلاف فیصلے دینے سے مومن کہلا سکتے ہیں ہرگز نہیں سورۂ مائدہ میں خلافِ قرآن راہ اختیار کرنے والوں کو ایک دفعہ کافر ایک دفعہ ظالم اور تیسری بار فاسق کہا گیا ہے

(۱) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اُتارا تو وہی لوگ کافر ہیں۔

(۲) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو کوئی اس کے موافق فیصلہ نہ کرے جو اللہ نے اُتارا سو وہ لوگ ظالم ہیں۔

(۳) وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝

ترجمہ: اور جو چیز اللہ نے اُتاری ہے جو شخص اس کے موافق حکم نہ کرے سو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

اگر قرآن کی مخالفت کرنے والے کل کے عیاش نہیں رہے تو آج کے مخالفِ قرآن ضرور ایک دن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے نیست و نابود ہو جائیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تاریخ کی ورق گردانی کیجئے لیکن حقیقت بین چشم کو وا کرتے ہوئے اگر آنکھیں بند کرو گے تو آنے والے سیلاب سے ہرگز نہ بچ سکو گے یہ تمہیں خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامل قرآن بنا دے اور سنت نبی کریم پر چلا دے۔ آمین

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

قرآن دی شان

ایہو ای قرآن اے جو جامع بیان اے
کراں کی تعریف میری قاصر زبان اے
ایہدے جیہی دنیا وچہ کسے دی نہ شان اے
فاتو بسورۃ کیتا ایہں اعلان اے
ایہو کہندا زندگی مجاہدانہ بسر کرو
لک سفوں بیٹیاں تے ہتھ تے تبر پھڑو
ظالماں نوں پکڑ کے تے تہیں زیر و زبر کرو
امن پیدا کرو اتے کسے تے نہ جبر کرو
ایہدے وچ دنیا دی بھری ہوئی سیاست اے
ایہو سانوں دسدا اپنا ملک دی حفاظت اے

ایفائے عہد

میاں غلام حسین
قلعہ گوجرسنگھ لاہور

نوٹ :- آیت مندرجہ ذیل کے متعلق پہلے شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رح کا حاشیہ نقل کیا گیا ہے اس کے بعد شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات گرامی کا خلاصہ درج کیا گیا ہے جو آپ نے جون سنہ ۱۹۴۰ء میں اس آیت کے متعلق درس عام میں فرمائے تھے ——

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ
اے ایمان والو پورا کرو عہدوں کو۔
(سورۃ المائدہ آیت ۱ پارہ ۶)

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت مولانا شبیر احمد (صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

ایمان شرعی دو چیزوں کا نام ہے۔ صحیح معرفت اور تسلیم و انقیاد یعنی خدا اور رسول کے جملہ ارشادات کو صحیح و صادق سمجھ کر تسلیم و قبول کے لئے اخلاص سے گردن جھکا دینا اس تسلیمی جزو کے لحاظ سے ایمان فی الحقیقت تمام قوانین و احکام الٰہیہ کے ماننے اور جملہ حقوق ادا کرنے کا ایک مضبوط عہد و اقرار ہے گویا حق تعالیٰ کی ربوبیت کا وہ اقرار جو عہد الست کے سلسلہ میں لیا گیا تھا جس کا نمایاں اثر انسان کی فطرت اور سرشت میں آج تک موجود ہے اسی کی تجدید و تشریح ایمان شرعی سے ہوتی ہے پھر ایمان شرعی میں جو کچھ اجمالی عہد و پیمان تھا اسی کی تفصیل پورے قرآن و سنت میں دکھلائی گئی ہے اس صورت میں دعویٰ ایمان کا مطلب یہ ہوا کہ بندہ تمام احکام الٰہیہ میں خواہ اس کا تعلق براہ راست خدا سے ہو یا بندوں سے جسمانی تربیت سے ہو یا روحانی اصلاح سے دنیوی مفاد سے ہو یا اُخروی فلاح سے شخصی زندگی سے ہو یا حیات اجتماعی سے صلح سے ہو یا جنگ سے اس کا عہد کرتا ہے کہ ہر نہج سے اپنے مالک کا وفادار رہے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو عہد و پیمان اسلام جہاد سمع طاعت یا دوسرے عمدہ خصال اور امور خیر کے متعلق صحابہ رض سے بشکل بیعت لیتے تھے وہ اسی عہد ایمانی کی ایک مخصوص صورت تھی اور چونکہ ایمان کے ضمن میں بندہ کو حق تعالیٰ کے جلال و جبروت کی صحیح معرفت اور اس کی شان انصاف و انتقام اور وعدوں کی سچائی کا پورا پورا یقین بھی حاصل ہو چکا ہے اس کا مقتضا یہ ہے کہ وہ بد عہدی اور غداری کے مہلک عواقب سے ڈر کر اپنے تمام عہدوں کو جو خدا سے یا بندوں سے یا خود اپنے نفس سے کئے ہوں اس طرح پورا کرے کہ مالک حقیقی کی وفاداری میں کوئی فرق نہ آنے پائے

عقود عقد کی جمع ہے۔ عقد کا معنی گرہ لگانا ایک جسم کو دوسرے جسم کے ساتھ خوب ملا کر باندھنا جس طرح رسی کے دونوں سروں کو ملایا جاتا ہے یا گرہ لگائی جاتی ہے انسان اپنے سوا دوسروں کے ساتھ جو تعلقات کی وابستگی رکھتا ہے اس کو عقد کہتے ہیں۔ عقود سے مراد عام ہے عقد بالخالق ہو یا عقد بالمخلوق اگر انسان ایفائے عقد بالخالق کی کوشش کرے تو ایفائے عقد بالمخلوق آسان ہو جاتا ہے انسان ایک طرف خود ہے اور دوسری طرف اس کے عقود بالمخلوق یعنی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اس کے تعلقات اس کی کئی قسمیں ہیں۔ عقد باللہ، عقد بالرسول عقد بالاسلام عقد بالقرآن وغیرہ وغیرہ ان کے علاوہ حیوانات کے ساتھ بھی عقد ہے حیوانات کا مالک بننا اور ان کے حقوق کا خیال نہ رکھنا یہ بھی باعث عذاب اور پرسش ہوگا۔ جمادات کے ساتھ عقد مثلاً روپے وغیرہ کا استعمال —

قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اس عقد کو پورا نہ کرنا بھی باعث عذاب ہوگا غرضیکہ جہاں جہاں کسی عقد کی حق تلفی ہوگی وہی باعث عذاب ہوگا

عقد باللہ ۱

اللہ کا بندہ ہو کر اس کے سوا کسی اور کے ساتھ تعلق پیدا کرنا گناہ ہے۔ عبدیت کا فرض ہے کہ خدا کے ہر حکم کے سامنے جھک جائے۔ عبودیت کو الوہیت میں فنا کر دے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے کسی بھی حاجت کے لئے غیر کے در پر نہ جائے اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں کسی دوسری ہستی کو لا کر کھڑا نہ کرے۔ ہر شعبہ حیات میں اپنے مولا کی رضا کو مدنظر رکھے

عقد بالرسول ۲

رسول قاصد یا پیغام لانے والے کو کہتے ہیں۔ عقد بالرسول یہ ہے کہ تمام جھگڑوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کو خندہ پیشانی سے قبول کرے۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کے سینے کو کھول دے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم اور ہر فیصلہ باعث فرحت ہوتا ہے۔ ورنہ ہر بات ناگوار گزرتی ہے اور دنیا کو دین پر ترجیح دی جاتی ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلعم کے ہر فیصلے کو پوری طرح مان لے اور اس پر عمل کرے ہر امر میں آنحضرت صلعم کی اطاعت آپ کے اسوۂ حسنہ پر چلنا اور آپ کو رحمۃ للعلمین خیال کرنا لازمی اور ضروری ہے۔ قیامت کے دن انسان کے یہ کہنے پر کہ میں مسلمان ہوں فیصلہ نہیں ہوگا فیصلہ اعمال پر ہوگا —

عقد بالقرآن ۳

قرآن جس غرض کے لئے نازل ہوا تھا اس کی وہ خدمت بجا نہ لائیں تو ہم ناشکر گزار ہوں گے۔ ہم نے اس عہد کو پورا نہیں کیا۔ مثلاً کوئی شخص اپنے بچے کو پانچ روپے کی ترکی ٹوپی لا کر دے تو وہ بجائے اس کے کہ اس کو اچھی طرح استعمال کرے صاف ستھرا رکھے اس میں پانی ڈال کر خراب کر دے اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کا ستیاناس کر دے یہی مثال قرآن مجید کی ہے کہ اس کو ذریعہ ہدایت بنانے کی بجائے اس کی نافرمانی شروع کر دے تو قرآن کریم کا حق ادا نہیں ہوا۔ قرآن زندوں کی ہدایت کے لئے آیا تھا مردوں کو بخشوانے کے لئے نہیں آیا تھا۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ
(سورہ اعراف)

اس چیز کی تابعداری کرو جو اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے کسی اور کی طرف سے آئے تو تسلیم نہ کرو۔ قرآن کریم وہ رستہ بتلاتا ہے۔ جو سب سے سیدھا ہے اور خدا کی طرف لے جاتا ہے جہنم سے بچاتا ہے اور جنت کی طرف لے جاتا ہے۔

عقد بالاسلام ۴

مذہب، جائے ذہاب کو کہتے ہیں چلنے کی جگہ، لائن، سڑک، روشنی قرآن کی ہے سڑک اسلام کے بتانے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بنوانے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

جانا ہندوانہ سڑک پر اور کہنا کہ ہم اسلام کی لائن پر جا رہے ہیں۔ یہ اسلام نہیں ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہنے سے انسان مسلمان نہیں بن سکتا مسلمان تب بنتا ہے جب اسلام کی لائن پر چلے اسلام کا سب سے بڑا دشمن خود مسلمان ہے۔ ہندو اور عیسائی نہیں ہے۔ قرآن کو منزل من اللہ ماننا اور اس پر عمل کرنا عقد بالاسلام ہے اور یہ باعث نجات ہو گا اگر ہم دنیا میں قرآن کریم کی عزت کریں گے اور اس کے احکام پر عمل کریں گے تو قیامت کو وہ ہماری بخشش کا ذریعہ ہو گا۔

عقد بالوالدین ۵

یہ بھی اللہ کی طرف سے ہمارے ذمہ ایک فرض ہے والدین سے کچھ حق لینا پڑے گا اور کچھ دینا پڑے گا۔ اس کی تفصیل قرآن مجید اور احادیث میں موجود ہے اگرچہ خالق اللہ تعالیٰ ہے لیکن اس نے والدین کو انسان کی پیدائش کا ذریعہ بنایا اس نظام عالم کو چلانے کے لئے اس لئے ان کے ادب اور تکریم کی تعلیم دی گئی ہے۔ جو ان کا حق ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا خدا اور رسول کے بعد والدین کے حقوق ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید قرآن کریم میں بار بار آئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تو یہاں تک فرما دیا کہ اگر والدین انسان کے دشمن بھی ہو جائیں تو ان کے ساتھ نیکی کرے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی سزا وہ خود ان کو دے گا۔ انسان خود ان کے ساتھ برائی نہ کرے۔ مشرک ماں باپ کی بھی خدمت کرے لیکن خدا کے ساتھ شرک کرنے میں ان کی اطاعت نہ کرے۔ ماں باپ انسان کے لئے جنت اور جہنم میں جانے کا ذریعہ ہیں۔ رشتہ داروں میں سب سے اول نمبر پر والدین کا درجہ ہے۔ بدقسمت ہے وہ شخص جس نے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہ ہوا۔

عقد بالاولاد ۶

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ٥

اولاد کی صرف ضروریات زندگی کا ہی پورا کرنا انسان کا فرض نہیں ہے بلکہ اس کی تعلیم و تربیت بھی اس کے ذمہ ہے تاکہ وہ شرافت کا نمونہ بن سکے اور روٹی بھی کما سکے لیکن سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ اولاد کو ایسی تعلیم دے کہ وہ جہنم کی آگ سے بچ سکے۔ عام طور پر یہ تعلیم نہیں دی جاتی اگر اولاد کو یہ تعلیم نہ دی گئی تو اس کی ذمہ داری والدین پر عائد ہو گی اولاد جہنم میں جائے گی اور والدین کے لئے اللہ تعالیٰ سے استدعا کرے گی کہ ان کو دگنا عذاب دیا جائے جنہوں نے ان کو تعلیم نہیں دی تھی۔ تعلیم جدید معاش کا ذریعہ ہے نجات کا ذریعہ نہیں ہے۔ بچوں کو تعلیم ضرور دینی چاہیئے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کی آخرت کی نجات کا ذریعہ بھی خیال رکھنا چاہیئے۔

عقد اخوت ۷

بھائی بہنوں اور برادری کا تعلق۔ یہ نباہنا بہت مشکل ہے اَلْاَقَارِبُ كَالْعَقَارِبِ یہ بچھو کی طرح ڈنگ مارتے ہیں خواہ ان کو کوئی ستائے یا نہ ستائے، ان کے حقوق کا خیال نہ کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک نہ کرنا بھی جہنم میں جانے کا ذریعہ ہے۔ برادری کی بدسلوکی حسد اور کینہ اور اپنی طرف سے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا فرض یہ بہت ہی مشکل چیز ہے۔ دنیا میں کوئی بزرگ سے بزرگ انسان اور بڑے سے بڑا ولی ایسا نہ ہو گا جس کے دشمن اس کے رشتہ دار نہ ہوں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ لوگوں کے حقوق ادا کرو اگر لوگ تمہارے حق ادا نہ کریں تو وہ خدا کے سامنے جواب دہ اور مجرم ہوں گے اور تم بری ہو جاؤ گے۔

عقد ازدواجی ۸

یا عقد نکاح۔ عورت جس کام کے لئے پیدا کی گئی ہے وہی کام اس سے لینا چاہیئے اس نظام عالم میں نسل انسانی کو بڑھانا عورت کا کام ہے اگر ضروریات زندگی کا بوجھ بھی اس پر ڈال دیا جائے تو یہ بڑا ناجائز بوجھ ہو گا۔ اس کا کام بچے جننا ان کی پرورش کرنا اور گھر کا انتظام کرنا ہے عورتوں کے لئے کھانے پینے اور دیگر ضروریات کا مہیا کرنا مرد کے ذمہ ہے۔ نکاح کے بعد اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا مرد کا فرض ہے۔ عورت کی تمام ضروریات زندگی کا کفیل مرد ہے اس عہد کو پورا کرنا بھی مرد کے لئے لازمی ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی عقود ہیں جن کا پورا کرنا ہر ایماندار کے لئے ضروری ہے خواہ ان کا تعلق خدا سے ہو یا بندوں سے یا حیوانات و جمادات سے ہو۔ ان کے متعلق بدعہدی اور غداری کے لئے قیامت کے دن پرسش ہو گی اور جس جس عقد کی حق تلفی ثابت ہو جائے گی وہی باعث عذاب ہو گا۔ اس آیت میں اس قدر جامعیت ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو بہت سی مصیبتوں سے نجات مل جائے اور آخرت میں بھی کامیابی ہو جائے۔

بچوں کا صفحہ

جنت کے خریدار

عفوودرگزر

حضرت ربیع بن خیثم جو بصرہ کے جلیل القدر تابعی اور عالم تھے، ایک مرتبہ مسجد گئے، نمازیوں کا ہجوم بہت زیادہ تھا، جب نماز کھڑی ہونے لگی اور لوگ آگے بڑھے تو ایک شخص نے جو ان کے پیچھے تھا ان سے کہا آگے بڑھو، لیکن لوگوں کی کثرت سے آگے بڑھنے کی جگہ نہ تھی، وہ آگے نہ بڑھ سکے، اس شخص نے غصہ میں آکر ان کی گردن میں ٹھوکا دیا، انہوں نے گردن موڑ کر صرف اس قدر کہا: ”خدا تم پر رحم کرے۔ خدا تم پر رحم کرے“ اس شخص نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو ربیع تھے وہ فرط ندامت سے رونے لگا

حضرت عبداللہ بن عون کوفہ کے اکابر علماء میں تھے، اسلامی اخلاق کا پاکیزہ نمونہ تھے، زبان پر ان کو اتنا قابو تھا کہ آپ نے لونڈی غلام بلکہ بکری اور مرغی تک کو گالی نہیں دیتے تھے۔ ہر سچے مسلمان کی طرح جہاد کا شوق رکھتے تھے اس کے لئے ایک اونٹنی پال رکھی تھی جس کو بہت محبوب رکھتے تھے، ایک مرتبہ ایک غلام کو حکم دیا کہ اس پر پانی لاد کر لائے اس ظالم نے اسے اس قدر بے دردی سے مارا کہ اس کی ایک آنکھ بہہ گئی، یہ ایسا حادثہ تھا جس پر لوگوں کو گمان ہوا کہ ان کو غصہ آئے گا۔ لیکن جب عبداللہ نے اونٹنی کو دیکھا تو غلام نے صرف اس قدر کہا — ”سبحان اللہ! خدا تم کو برکت دے مارنے کے لئے تمہیں چہرے کے علاوہ اور کوئی عضو ملتا تھا

عفووحلم

حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم جو امام زین العابدین کے نام سے معروف ہیں، ایک روز مسجد سے نکلے، اثنائے راہ میں ایک شخص ملا۔ اور بے تحاشا گالیاں دینے لگا — آپ کے غلام اور خدام اس کی طرف لپکے کہ اس بدتمیزی کی سزا دیں، آپ نے روک دیا اور اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔

میرے جو حالات تم سے مخفی ہیں وہ اس سے بہت زیادہ ہیں۔ اگر تمہاری کوئی ضرورت ایسی ہو جسے میں پوری کر سکتا ہوں تو بتاؤ“

گالیاں دینے والا شخص یہ سن کر سخت شرمندہ ہوا۔ امام نے اپنا کرتا اتار کر دے دیا، اور ایک ہزار درہم نقد عطا فرمائے۔ اس حسن انتقام“ کا یہ اثر ہوا کہ وہ شخص بندۂ بے دام بن گیا اور پکار اٹھا:۔

”میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ہیں

ایک مرتبہ ایک شخص نے امام موصوف کو اطلاع دی کہ فلاں شخص آپ کو برا بھلا کہتا ہے۔ آپ خبر دینے والے کو ہمراہ لے کر اس شخص کے پاس پہنچے۔ خبر دینے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ نے اس کو اپنی مدد کے لئے ہمراہ لیا ہے مگر وہاں پہنچ کر آپ نے اس شخص سے سے فرمایا: ”تم نے میرے بارے میں جو کچھ کہا ہے اگر صحیح ہے تو خدا میری مغفرت فرمائے، اور اگر جھوٹ ہے تو خدا تمہاری مغفرت فرمائے — یہ کہہ کر واپس چلے آئے۔

صبروتحمل

حضرت عروہ بن زبیر عبدالملک کے پاس شام گئے ہوئے تھے ایک روز وہ اپنے لڑکے کو ہمراہ لے کر شاہی اصطبل دیکھنے گئے لڑکا ایک گھوڑے پر سوار ہوا، جس نے اسے پٹخ دیا، اور اس کے صدمے سے وہ جاں بحق ہو گیا — اس کے بعد ہی عروہ کے پاؤں میں ایک نہایت زہریلا پھوڑا نکلا۔ اطبا نے کہا۔

”پاؤں کاٹ دینا چاہیئے ورنہ زہر سارے جسم میں پھیل کر ہلاکت کا باعث ہوگا“ حضرت عروہ نے اپنا پاؤں کٹوانے کے لئے آگے بڑھا دیا —

طبیب نے کہا۔ ”تھوڑی سی شراب پی لیجئے تاکہ تکلیف کا احساس کم ہو“

”جس مرض میں مجھ کو صحت کی امید بھی ہو، میں اس میں بھی حرام شئے سے مدد نہیں لوں گا“ حضرت عروہ نے جواب دیا“

”تو پھر کوئی بے ہوش کر دینے والی دوا ہی استعمال کر لیجئے“ طبیب نے مشورہ دیا

”صاحب! میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرے جسم کا ایک عضو کاٹا جائے اور میں اس کی تکلیف محسوس نہ کروں“

جب پاؤں کاٹنے لگے، تو چند آدمی سنبھالنے کے لئے آئے — حضرت عروہ نے پوچھا۔ ”تمہارا کیا کام ہے؟“

”تکلیف کی شدت میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے، اس لئے آپ کو سنبھالنے کے لئے آئے ہیں“ انہوں نے جواب دیا

حضرت عروہ نے فرمایا — انشاء اللہ! مجھے تمہاری امداد کی ضرورت نہیں ہوگی“

طبیب نے اوزاروں سے پاؤں کاٹ دیا۔ حضرت عروہ نہایت استقلال

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء